کٹاری



سعادت حسن منٹو

مکتبہ اردو ادب لاہور

1926

کٹاری

کٹاری

سعادت حسن منٹو

مکتبہ شعروادب سمن آباد لاہور

ناشر نواز
اہتمام سرفراز احمد
مطبع ندرت پرنٹرز لاہور
قیمت ۷/۵۰ روپے

ملنے کا پتہ
مکتبہ اُردو اَدب
بازار ستھاں اندرون لوہاری گیٹ لاہور

پوری تفصیلات کے ساتھ فلمی کہانی

فلم کے عنوانات ختم ہوتے ہیں ــــــ آخری عنوان کے عقب میں بہارستان
کا ٹریڈ مارک ہے ــــــ ایک پھول اور دو کلیاں ــــــ ہم ڈزالو
کرتے ہیں۔

بڑی سرکار کی حویلی سے ملحقہ باغ

ٹریڈ مارک کا پھول اور کلیاں، اصلی شکل اختیار کر لیتی ہیں ــــــ کیمرہ
پیچھے ہٹتا ہے ــــــ مالی پھول چُن رہا ہے۔ کچھ عرصہ اسی طرح مشغول
رہنے کے بعد وہ اپنی دائیں طرف دیکھتا ہے ــــــ کیمرہ اور پیچھے ہٹتا ہے۔

مالی : (دائیں طرف دیکھتے ہوئے) چمیلی!

کیمرہ پین ہوتا ہے ــــــ مالی کی لڑکی جو کہ چل رہی تھی، رُک جاتی ہے۔

مالی : سرکار آنے والے ہیں ــــــ جا کپڑے بدل لے۔

چمیلی اپنے میلے کپڑوں کی طرف دیکھتی ہے۔

چمیلی : اچھا ـ!

یہ کہہ کر وہ چلتی ہے ــــــ کٹ کر کے ہم مالی پر آتے ہیں۔ وہ پُر اسرار انداز
میں چمیلی کی طرف دیکھتا ہے ــــــ زیر لب مسکراتا ہے اور پھر پھول توڑنے

میں معروف ہو جاتا ہے۔

بڑی سرکار کی حویلی (گیراج)

گیراج کے باہر ٹاٹ لٹک رہا ہے ـــــ چمیلی اسے ہٹا کر اندر داخل ہونے ہی والی ہے کہ موٹر سائیکل کے انجن کی پھٹ پھٹ سنائی دیتی ہے۔ ایک لمحے کے لئے چمیلی رُکتی ہے۔ پھر اندر گیراج میں چلی جاتی ہے ـــــ کیمرہ ٹاٹ کے سامنے ٹِکا رہتا ہے۔ موٹر سائیکل کی آواز قریب تر ہو جاتی ہے ـــــ دفعتاً کیمرہ ایک دم پیچھے ہٹتا ہے ـــــ عقب میں ایک موٹر سائیکل نمودار ہوتی ہے جس پر چھوٹی سرکار سوار ہیں۔ موٹر سائیکل گیراج کے اندر چلی جاتی ہے ـــــ چمیلی کی چیخ کی آواز۔

بڑی سرکار کی حویلی سے ملحقہ باغ

ہم کٹ کر کے مالی کا ردِ عمل دکھاتے ہیں۔

بڑی سرکار کی حویلی (گیراج)

ہم واپس گیراج پر آتے ہیں ـــــ ٹاٹ کا پردہ ہٹتا ہے ـــــ چھوٹی سرکار باہر نکلتا ہے۔ مضطرب حالت میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہے مالی کی آواز آتی ہے۔

مالی : آگئے چھوٹی سرکار۔

چھوٹی سرکار: (مضطرب حالت میں مالی کی طرف بڑھتا ہے) ہاں آگیا ——— میرا مطلب ہے، موٹر سائیکل . . . . . . میرا مطلب ہے چمیلی . . . . . .

مالی : چمیلی حضور۔

چھوٹی سرکار: نہیں نہیں ——— بڑی سرکار کہاں ہیں۔

حضور، مینڈھے دیکھ رہے ہیں۔

چھوٹی سرکار: (جیسے خالی الذہن ہے) مینڈھے؟ (گیراج کی طرف دیکھتا ہے)

مالی : جی ہاں!

چھوٹی سرکار: اچھی بات ہے ———

یہ کہہ کر چھوٹی سرکار ایک طرف چلا جاتا ہے ——— مالی پُراسرار طریقے پر زیرِ لب مسکراتا ہے۔

بڑی سرکار کی حویلی (اکھاڑہ)

تین چار مینڈھے کھڑے ہیں۔ کالو پہلوان ایک مینڈھے کے مہندی لگا رہا ہے ——— بڑی سرکار ایک مینڈھے کے سینگ دیکھ رہا ہے۔ پاس منشی کھڑا ہے۔

بڑی سرکار : منشی صاحب۔

منشی : حضور۔

بڑی سرکار : اس کے جوڑ کا مینڈھا پیدا ہوا ہے نہ ہوگا۔

منشی : جی ہاں۔

کالو : حضور، آپ کے اس غلام نے جتنی محنت اس جنور پر کی ہے ......

بڑی سرکار : (بات کاٹتے ہوئے) اور جو دولت ہم نے صرف کی ہے .... (ایک طرف دیکھ کر) آؤ بھئی آؤ ——— کب آئے۔

چھوٹی سرکار نمودار ہوتا ہے۔

منشی : آداب عرض چھوٹی سرکار۔

کالو : آداب عرض حضور۔

بڑی سرکار : (مینڈھے کے سینگوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے) کب آئے؟

چھوٹی سرکار : (دماغ ابھی تک مضطرب ہے) جی؟ ——— (چونک کر) بس آ ہی رہا ہوں۔

بڑی سرکار : اس کا یہ مطلب ہے کہ تم پورے طور پر ابھی تک نہیں آئے (ہنستا ہے)

چھوٹی سرکار ہنسنے کی ناکام کوشش کرتا ہے۔

بڑی سرکار : (کالو سے) پھول ذرا خوبصورت بناؤ..... (چھوٹی سرکار) ہاں بھئی تعلیم و علیم تو ختم ہوئی ——— اب کیا ارادہ ہے؟

منشی : شکار کھیلا کریں گے۔

بڑی سرکار : (معنی خیز لہجے میں ——— مینڈھے کے سینگوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے) شکار

تو کالج میں بھی کھیلتا رہا ہوگا۔ (ہنستا ہے) کیوں ؟

چھوٹی سرکار : جی !

بڑی سرکار : (چھوٹی سرکار کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے) ، جاؤ ، جاؤ ، آرام کرو۔

چھوٹی سرکار جانے لگتا ہے۔

منشی : چھوٹی سرکار گلاب نہیں آیا ؟

چھوٹی سرکار : نہیں ـــــ دو تین روز کے بعد آئے گا ـــــ چمیلی

بڑی سرکار : (ایک دم) ، چمیلی ؟

چھوٹی سرکار : جی نہیں ـــــ میرا اسباب ـــــ میرا سامان اِدھر اُدھر بکھرا پڑا تھا ـــــ اکٹھا کر کے ٹرک میں لائے گا۔

بڑی سرکار : (کالو سے) ، پھول ذرا خوبصورت بناؤ۔

چھوٹی سرکار چلا جاتا ہے۔ سر کھجاتا ہوا۔

بڑی سرکار کی حویلی (چھوٹی سرکار کا کمرہ ' بیرونی حصّہ ۔)
چھوٹی سرکار اسی طرح سر کھجاتا کمرے کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔

بڑی سرکار کی حویلی (چھوٹی سرکار کا کمرہ ، بیرونی حصہ)

چھوٹی سرکار ، اپنی بُش شرٹ اتار کر ایک طرف پھینک دیتا ہے۔ سیٹی بجانا شروع کرتا ہے اور ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھتا ہے۔ کنگھی اٹھا کر بالوں

میں پھیرتا ہے۔ تھوڑے وقفے کے بعد اُسے آئینے میں چمیلی کا عکس نظر آتا ہے ——— ردِ عمل ——— مُڑتا ہے۔

چھوٹی سرکار: چمیلی۔

چمیلی گلدان میں پھول سجا رہی ہے۔ ایک دم شرما جاتی ہے۔

چھوٹی سرکار چمیلی کی طرف بڑھتا ہے ——— چمیلی ایک طرف سمٹ جاتی ہے۔

چھوٹی سرکار: مجھے معلوم نہیں تھا تم اتنی خوبصورت ہو۔

چمیلی کا ہاتھ پکڑنا چاہتا ہے ——— چمیلی کے ہاتھ سے پھول گر جاتے ہیں۔

چمیلی: (شرما کر، چھوٹی سرکار۔

چھوٹی سرکار: تم ڈر کیوں گئی تھیں؟ (ہاتھ پکڑ لیتا ہے۔)

چمیلی: (ہاتھ چھڑا کر، چھوڑ دیجیے مجھے۔

ایک طرف ہٹتی ہے ——— چھوٹی سرکار اس کی طرف بڑھتا ہے ——— چمیلی تیزی سے کمرے سے باہر نکل جاتی ہے۔

بڑی سرکار کی حویلی (چھوٹی سرکار کا کمرہ ——— بیرونی حصّہ)

چمیلی باہر نکلتی ہے ——— اس کی مڈبھیڑ منشی سے ہوتی ہے ——— منشی کا ردِ عمل ——— چمیلی ایک دم رُک جاتی ہے ——— اندر

سے چھوٹی سرکار کی آواز آتی ہے ——

"چمیلی، چمیلی"

چمیلی تیز قدمی سے چلی جاتی ہے —— چھوٹی سرکار، باہر نکلتا ہے ——

چھوٹی سرکار: چمیلی (منشی کو دیکھ کر) اوہ!

منشی : (تھوڑے توقف کے بعد) حضور آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو . . . .

چھوٹی سرکار: ضرورت؟ —— نہیں

یہ کہہ کر وہ اندر چلا جاتا ہے۔

بڑی سرکار کی حویلی (چھوٹی سرکار کا کمرہ —— بیرونی حصّہ)

چھوٹی سرکار دہلیز میں کھڑا ہو کر کچھ سوچتا ہے۔ پھر بالوں میں کنگھی کرتا ہُوا آگے بڑھ جاتا ہے —— ایک دم اس کی نگاہیں تپائی پر رکھے ہوئے ننگے بُت پر پڑتی ہیں —— ردِ عمل —— مسکراتا ہے اور بُت کو دیکھتا ہُوا آگے بڑھ جاتا ہے —— کنگھی کرتا کرتا آرام کرسی پر بیٹھ جاتا ہے —— کنگھی بالوں میں اڑسی رہتی ہے —— تپائی کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے۔ جس پر میگزین پڑے ہیں —— ایک میگزین اٹھاتا ہے —— سرورق پر نہانے کے لباس میں ایک عورت کی تصویر چھپی ہے —— اس کو دیکھ کر مسکراتا ہے —— رسالہ ہاتھ میں لئے

اٹھتا ہے اور کھڑکی کی طرف جاتا ہے ـــــ باہر گیراج نظر آتا ہے جس پر ٹاٹ کا پردہ پڑا ہے ـــــ چمیلی اُسے ہٹا کر اندر داخل ہو رہی ہے۔ چھوٹی سرکار میگزین کے سرورق کی طرف دیکھتا ہے۔

بڑی سرکار کی حویلی (گیراج)

ٹاٹ کے پردے پر سرورق کی تصویر پھیل جاتی ہے۔

بڑی سرکار کی حویلی (گیراج)

ٹاٹ کے پردے پر سے میگزین کے سرورق کی نیم برہنہ تصویر آہستہ آہستہ غائب ہو جاتی ہے ـــــ پردے میں جنبش پیدا ہوتی ہے ـــــ چمیلی باہر نکلتی ہے ـــــ چند قدم چلتی ہے اور رک کر ایک طرف دیکھتی ہے۔

بڑی سرکار کی حویلی (ٹینس کورٹ)

چھوٹی سرکار اور بڑی سرکار ٹینس کھیل رہے ہیں ـــــ چھوٹی سرکار ایڑھیاں اونچی کر کے چمیلی کی طرف دیکھتا ہے ـــــ بڑی سرکار گیند پھینکتا ہے۔ چھوٹی سرکار اُسے ہٹ لگاتا ہے۔

بڑی سرکار کی حویلی (گیراج)
گیند چمپیلی کے لگتی ہے، اس کا ردِ عمل

بڑی سرکار کی حویلی (ٹینس کورٹ)

بڑی سرکار: (چھوٹی سرکار سے) شکار شروع کر دیا۔

چھوٹی سرکار: (بوکھلا جاتا ہے) جی نہیں ——— وہ تو . . . . .

بڑی سرکار: (ہنستا ہے ——— چمپیلی کی طرف مڑ کر) چمپیلی گیند لا ادھر

چمپیلی گیند اٹھا کر لاتی ہے۔

بڑی سرکار: چمپیلی ——— تو نے چھوٹی سرکار کی گیند اپنی طرف کیوں کھینچی۔

چمپیلی: (کچھ سمجھتی نہیں) جی۔

بڑی سرکار: (قہقہہ لگاتا ہے اور چمپیلی کے ہاتھ سے گیند لے لیتا ہے) جا بھاگ جا۔

چمپیلی چلی جاتی ہے۔ بڑی سرکار، چھوٹی سرکار سے مخاطب ہوتے ہیں۔

بڑی سرکار: نشانے کے تم کافی پکے ہو نا؟

چھوٹی سرکار: (جھینپ کر) جی نہیں . . . . . وہ تو . . . . .

بڑی سرکار: (قہقہہ لگاتا ہے اور گیند چھوٹی سرکار کی طرف پھینکتا ہے۔

چھوٹی سرکار گیند، ریکٹ پر اٹھا لیتا ہے اور سر جھکا کر اسے اُچھالنا شروع کر دیتا ہے۔

بڑی سرکار کی حویلی ——— (باغ کا فوارہ)

ہم ڈزالو کرتے ہیں ——— چمیلی کا کلوز آپ ——— کیمرہ پیچھے ہٹتا ہے ——— چمیلی بغیر اوڑھنی کے کھڑی ہے ——— اوڑھنی چھوٹی سرکار کے ہاتھ میں ہے.

چمیلی : (دونوں ہاتھوں سے سینہ ڈھانپتے ہوئے) میرا دوپٹہ دے دیجئے چھوٹی سرکار.

چھوٹی سرکار : (شرارت کے ساتھ) ہم نہیں دیں گے.

چمیلی : کوئی دیکھ لے گا ——— بدنام ہو جاؤں گی. چھوٹی سرکار.

چھوٹی سرکار : تم خواہ مخواہ ڈرتی ہو.

چمیلی : اس روز ——— اس روز بڑی سرکار کیا کہہ رہے تھے ——— لائیے دوپٹہ.

چھوٹی سرکار : (آگے بڑھ کر) لو.

چمیلی دوپٹہ لینے کے لئے ہاتھ بڑھاتی ہے.

چھوٹی سرکار : ٹھہرو ——— میں ٹھیک طرح سے اوڑھائے دیتا ہوں.

چھوٹی سرکار چمیلی کو دوپٹہ اس طرح اوڑھاتا ہے کہ اڑے نہیں ——— اس کے بعد وہ اسے بازو سے پکڑتا ہے.

چھوٹی سرکار: چلو آؤ۔ تمہیں موٹر سائیکل کی سیر کرائیں ۔

چمیلی : نہیں ۔ چھوٹی سرکار نہیں ۔

چھوٹی سرکار اس کو بازو سے کھینچتا ہوا لے جاتا ہے ۔ کچھ فاصلے پر ان کی مڈبھیڑ مالی سے ہوتی ہے ۔ دونوں رُک جاتے ہیں ۔

چھوٹی سرکار: موٹر سائیکل کی ——— چمیلی کو موٹر سائیکل کی سیر کرانے لے جا رہا ہوں ۔

مالی : لے جائیے حضور ۔

چھوٹی سرکار: (چمیلی سے) ، آؤ چمیلی ۔

چمیلی کھڑی رہتی ہے ۔

مالی : جاؤ چمیلی ——— چھوٹی سرکار کی بڑی مہربانی ہے ۔

چھوٹی سرکار: مہربانی کیسی ——— آؤ چمیلی ۔

چمیلی کو ساتھ لے جاتا ہے ——— مالی پُر اسرار طور پر زیرِ لب مسکراتا ہے ۔

بڑی سرکار کی حویلی (گیراج) ،

پردہ ہٹتا ہے ——— اندر سے موٹر سائیکل باہر نکلتی ہے ۔ چھوٹی سرکار اُسے چلا رہا ہے ——— پیچھے سیٹ پر چمیلی بیٹھی ہے ——— موٹر سائیکل حویلی سے باہر نکلتی ہے ۔

کھیت۔

ہم ڈرا لو کرتے ہیں۔

موٹر سائیکل ایک طرف پڑی ہے ـــــــ ٹائر پر سر رکھ کر چھوٹی سرکار لیٹا ہے ـــــــ چمیلی ایک طرف سمٹی بیٹھی ہے۔ ہاتھ سے سائیکل کے کل پرزوں کو چھیڑ رہی ہے۔

چھوٹی سرکار : چلو آؤ، نہر میں نہائیں۔

چمیلی : (ایک دم چونک کر) کیا ؟

چھوٹی سرکار : کالج میں لڑکے لڑکیاں اکٹھے نہاتے ہیں۔

چمیلی : (شرما کر دوپٹے سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیتی ہے۔) آپ کیسی باتیں کرتے ہیں۔

چھوٹی سرکار : (اُٹھ کر چمیلی کا ہاتھ پکڑتے ہوئے) تم بتاؤ کیسی باتیں کروں۔

چہرے پر سے دوپٹہ ہٹاتا ہے۔

چھوٹی سرکار : ایک منہ نظر آتا تھا وہ بھی چھپا لیا۔

چمیلی کا ہاتھ غیر ارادی طور پر ہارن کے بٹن پر پڑتا ہے جو بج اٹھتا ہے ـــــــ چمیلی اوئی کر کے اُچک کر کھڑی ہو جاتی ہے ـــــــ چھوٹی سرکار ہنسنا شروع کر دیتا ہے۔

چمیلی : (دل پر ہاتھ رکھتی ہے)

چھوٹی سرکار اٹھ کر چمیلی کے پاس جاتا ہے۔

چھوٹی سرکار: کیا ہُوا مِل کو؟

چمیلی : دھک دھک کر رہا ہے۔

چھوٹی سرکار: سُنوں؟

یہ کہہ کر وہ اس کی کمر میں اپنا بازو حمائل کر دیتا ہے اور کان سینے پر جمانے ہی والا ہے کہ چمیلی تڑپ کر ایک طرف ہٹ جاتی ہے —— چہرے پر ایک عجیب قسم کا خوف و ہراس پیدا ہو جاتا ہے —— چھوٹی سرکار آگے بڑھتا ہے اور چمیلی کو پکڑنا چاہتا ہے۔

چمیلی : (کانپتی آواز میں) نہیں نہیں —— مجھے ہاتھ مت لگایئے چھوٹی سرکار...

چھوٹی سرکار: (چمیلی کی طرف بڑھتے ہوئے) چمیلی۔

چمیلی : نہیں —— نہیں —— نہیں۔

تیزی سے بھاگ جاتی ہے —— چھوٹی سرکار وہیں کھڑا رہ جاتا ہے۔

چھوٹی سرکار: عجیب لڑکی ہے..... (مُسکراتا ہے)

مسکراتا ہُوا چھوٹی سرکار اپنی موٹر سائیکل کی طرف آتا ہے۔ اسے اٹھاتا ہے —— ہارن بجا کر مسکراتا ہے —— ایک دم فائرنگ کی

آواز آتی ہے ——— چھوٹی سرکار کے ہاتھ سے موٹر سائیکل گر جاتی ہے ——— رائفل ہاتھ میں لئے ہوئے بڑی سرکار، کالو پہلوان کے ساتھ نمودار ہوتا ہے۔

بڑی سرکار: کیوں بھئی، کیا ہو رہا ہے یہاں؟

چھوٹی سرکار: جی ——— کچھ نہیں ——— ایسے ہی چلا آیا تھا۔

بڑی سرکار: شکار کھیلنے کے لئے؟

چھوٹی سرکار: جی نہیں ——— ایسے ہی گھومنے کے لئے۔

بڑی سرکار: (مسکرا کر) گھومو . . . . (کالو سے) چلو کالو۔

کالو اور بڑی سرکار چلے جاتے ہیں ——— چھوٹی سرکار اپنی موٹر سائیکل اٹھاتا ہے۔

فیڈ آوٹ

خانہ بدوشوں کا ڈیرا۔

ہم فیڈ اِن کرتے ہیں۔

ایک لڑکی کی ٹانگیں نظر آتی ہیں جو کبڈی کبڈی بولتی جا رہی ہے ——— کیمرہ پیچھے ہٹتا ہے اور دکھاتا ہے کہ جیسی لڑکیاں کبڈی کھیل رہی ہیں

——— یہ لڑکی جب مخالف گروپ میں پہنچتی ہے تو پکڑی جاتی ہے۔
اور "مارکر" ایک طرف بٹھادی جاتی ہے ——— دفعتہً "کٹاری کٹاری"
کی آواز آتی ہے ——— ہماری ہیروئن تھرکتی ناچتی "کٹاری کٹاری"
کی گردان کرتی مخالف گروپ میں تیر کی طرح داخل ہوتی ہے ———
یہاں سے موسیقی شروع ہوتی ہے اور کٹاری کھیل کھیل میں رقص کرتی،
گاتی تھرکتی مخالف گروپ کی لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ کرتی ہے ——— آخر
میں مخالف گروپ کی ایک پست قد لڑکی "تتلی" جرأت سے کام لے کر
کٹاری سے لپٹ جاتی ہے ——— کٹاری اسے گھسیٹتی ہوئی لکیر تک
پہنچنے کی کوشش کرتی ہے، مگر وہ کچھ اس طرح کٹاری سے چمٹی ہوئی
ہے کہ دونوں لکیر کے پاس گر پڑتی ہیں ——— تتلی اٹھ کر چلانا شروع
کر دیتی ہے ———

تتلی : کٹاری مرگئی ——— کٹاری مرگئی۔

کٹاری : (جو ابھی تک کٹاری کٹاری کہے جارہی ہے) کیا؟

مخالف گروپ کی لڑکیاں : (بیک زبان) کٹاری مرگئی، کٹاری مرگئی۔

کٹاری غضب ناک ہو کر اٹھتی ہے اور تتلی کی چٹیا پکڑ لیتی ہے۔

کٹاری : کیا کہتی ہے تتلی کی بچی ——— کٹاری مرگئی؟

تتلی : ہاں ——— تو مرگئی ہے۔

کٹاری : بکتی ہے تو۔

تتلی : تیرا سانس ٹوٹ گیا تھا۔

کٹاری : میرا سانس تو مرتے وقت بھی نہیں ٹوٹے گا —— الفتی کہیں کی۔

تتلی : تو الفتی۔

کٹاری : (تتلی کے چانٹا لگاتی ہے)

تتلی وحشی بلی کی طرح کٹاری پر حملہ کرتی ہے، کٹاری اس کا جواب دیتی ہے۔

اب باقاعدہ لڑائی شروع ہو جاتی ہے —— کٹاری اسے دبا لیتی ہے۔

کٹاری بتا اب، کیا میرا سانس ٹوٹا تھا۔

تتلی : درد کر: نہیں —— نہیں۔

کٹاری اسے چھوڑ دیتی ہے —— تتلی اٹھتی ہے۔

تتلی : تمہارا سانس ایک بار نہیں۔ سو بار ٹوٹا تھا۔

منہ میں سے جیب نکال کر کٹاری کو دکھاتی ہے اور بھاگ جاتی ہے

کٹاری اس کا تعاقب کرتی ہے۔

تعاقب کے مختلف شوٹ

سڑک

سڑک کے عین بیچ کشاری، تتلی کو دبوچ لیتی ہے۔ دونوں آپس میں گتھم گتھا ہو جاتی ہیں ـــــ ایک دم بریک لگنے کی چیخ سنائی دیتی ہے ـــــ ایک لاری ان کے بالکل پاس پہنچ کر رکتی ہے ـــــ گلاب ڈرائیو کر رہا ہے۔

گلاب : (لڑکیوں سے) اے، اے ...... ش ش ...... اے

اس کی کوئی نہیں سنتا ـــــ لاری سے باہر نکلتا ہے۔

گلاب : اے، اے .... یہ کیا ہو رہا ہے۔

کشاری : (دھینگا مشتی بند کر کے گلاب کی طرف دیکھتے ہوئے) اندھے ہو! ـــــ دیکھتے نہیں لڑائی ہو رہی ہے۔

یہ کہہ کر کشاری پھر لڑائی میں مشغول ہو جاتی ہے ـــــ گلاب مسکراتا ہے اور ان کو چھڑانے کی کوشش کرتا ہے ـــــ مگر اس کوشش میں اس کے بھی تین چار چانٹے، دس پندرہ لاتیں اور چھ سات دھکّے حصے میں آجاتے ہیں۔ بالآخر وہ دونوں کو چھڑانے میں کامیاب ہو جاتا ہے ـــــ اس دوران میں دوسری لڑکیاں آجاتی ہیں۔

گلاب : میری سمجھ میں نہیں آتا۔ تم لڑ کیوں رہی ہو۔

کشاری : اس نے کہا تھا کہ میرا سانس ٹوٹ گیا تھا۔

گلاب : سانس؟

کٹاری : (گلاب سے)، تم بتاؤ کیا میرا سانس ٹوٹ سکتا ہے؟

گلاب : (کچھ سمجھ میں نہیں آتا، کیا جواب دے)

کٹاری : جلدی بتاؤ، کیا میرا سانس ٹوٹ سکتا ہے!

تتلی : اس پر تمہارا رعب نہیں چلے گا کٹاری ——— تم سے بہت زیادہ طاقت ور ہے۔

کٹاری : مجھ سے زیادہ کوئی بھی طاقت ور نہیں ہو سکتا۔

تتلی : مرد ہے۔

کٹاری : میں مردوں کو کیا سمجھتی ہوں۔

تتلی : گردن مروڑ دے گا۔

کٹاری : اونہہ ——— میری کلائی ہی مروڑ کر دکھائے ——— (کلائی گلاب کی طرف بڑھاتی ہے)، لو پکڑو۔

گلاب : (مناسب و موزوں ردِّ عمل)

کٹاری : پکڑو۔

سب لڑکیاں : (گلاب سے)، پکڑو۔

کٹاری : پکڑتے کیوں نہیں ——— پکڑو ——— اور دیکھو، ان دو انگلیوں سے کیسے تمہارا ہاتھ جھٹک کر اپنی کلائی چھڑاتی ہوں ——— پکڑو۔

گلاب : موج آجائے گی۔

کٹاری : ارے واہ رے میرے رستم پہلوان۔

تتلی : کچھ شرط لگاؤ تو پکڑے بھی۔

کٹاری : (گلاب سے) لگاؤ شرط۔

تتلی : کتنے کی؟

کٹاری : رہی ایک ایک روپے کی۔

تتلی : ایک روپیہ تو یہ بخشش دے گا تمہیں ——— سوسو روپے کی مانو تو کوئی بات بھی ہو۔ (گلاب سے) کیوں بابو؟

سب لڑکیاں : رہی۔ رہی۔

گلاب مسکراتا ہے۔

کٹاری : رہی سوسو روپئے کی ..... (کلائی بڑھاکر) لو پکڑو۔

گلاب : جانے دو۔

کٹاری : پکڑ بابو ——— جلدی فیصلہ ہو۔

گلاب : (مسکراکر کلائی ہاتھ میں لیتا ہے) کیسی خوبصورت کلائی ہے۔

کٹاری : وہ تو ہے ——— تم یہ دیکھنا چھڑاتی ہوں کس خوبصورتی سے۔

گلاب : جو خوبصورت ہے، اس کی ہر چیز خوبصورت ہوگی۔

کٹاری : تو دیکھ لو نا؟

گلاب : (مذاقاً کلائی دونوں ہاتھوں میں پکڑ لیتا ہے)

کٹاری : (تیتلی سے) تیتلی بس اتنا ہی زور ہے تمہارے رستم میں۔

تیتلی : (گلاب سے) ذرا ایک پیچ دو۔

گلاب گرفت ذرا مضبوط کر دیتا ہے۔

کٹاری : بس ؟ چھڑاؤں۔

گلاب ایک دم گرفت مضبوط کر لیتا ہے۔

کٹاری : اوئی !

گلاب گرفت ڈھیلی کر دیتا ہے —— کٹاری فائدہ اٹھاتی ہے اور کھٹ سے ہاتھ مار کر اپنی کلائی چھڑا لیتی ہے —— لڑکیاں شور مچا دیتی ہیں۔

کٹاری : وہ مارا۔

گلاب : (مسکرا کر) کیا مارا ؟

کٹاری : چھڑا لی کلائی۔

گلاب : کب چھڑائی، کیسے چھڑائی ؟

تیتلی : بابو، چھڑا تو لی۔

باقی لڑکیاں چلاتی ہیں۔ "چھڑا لی، چھڑا لی"۔

گلاب : کیا ؟

تتلی : شرط ہاری ——— دو روپئے۔

کٹاری : اس طرح نہیں دے گا ——— (لڑکیوں سے) ایک ——— دو ——— پکڑ لو۔ سب لڑکیاں گلاب کو پکڑ لیتی ہیں۔ کٹاری اُچک کر گلاب کی جیب سے سارے نوٹ نکال لیتی ہے۔

کٹاری : اوہ ——— یہ تو کافی سارے ہیں۔

گلاب : (بھنا کر)، اُچکیو، شہدیو، چھوڑو مجھے۔

کٹاری : چھوڑ دو۔ (سو روپئے کا ایک نوٹ نکال کر اپنے گھگھرے میں اڑس لیتی ہے) دیکھ لو، ایک کوڑی زیادہ نہیں لی ——— لو۔ تتلی آگے بڑھ کر ایک روپئے کا نوٹ چھین لیتی ہے۔

تتلی : ایک روپیہ میں لوں گی۔

کٹاری : واپس کر دو تتلی۔

تتلی : واہ ——— میں نے اتنی مار کھائی ہے۔

کٹاری : اچھا، رکھو اپنے پاس ——— بقایا نوٹ گلاب کو دیتی ہے، لو۔ (ایک دم لڑکیوں سے) ایک ——— دو ——— بھاگو۔ سب بھاگ جاتی ہیں۔ گلاب نوٹ پکڑ کر بھونچکا رہ جاتا ہے۔

گلاب : ٹھیرن کہیں کی ———

کٹاری کے تعاقب میں بھاگتا ہے۔

تعاقب کے مختلف شوٹ۔

خانہ بدوشوں کا ڈیرا (ڈمرو کا خیمہ ——— بیرونی حصّہ)

کٹاری، تیزی سے اندر خیمے میں داخل ہوتی ہے۔

خانہ بدوشوں کا ڈیرا (ڈمرو کا خیمہ ——— اندرونی حصّہ)

ڈمرو چٹائی پر لیٹا ہے ——— چھت کا پنکھا ہل رہا ہے

کٹاری ڈمرو کو جگاتی ہے۔

کٹاری : ڈمرو، ڈمرو۔

ڈمرو : جا، جا۔ سونے دے مجھے۔

باہر سے گلاب کی آواز آتی ہے۔

گلاب : کٹاری۔

کٹاری نوٹ نکال کر ڈمرو کے ہاتھ میں دیتی ہے۔

کٹاری : لے سنبھال اسے۔

یہ کہہ کر وہ تیزی سے ایک طرف چلی جاتی ہے۔

ڈمرو : کیا ہے؟

گلاب کی آواز آتی ہے۔

گلاب : کٹاری۔

ڈمرو مٹھی کھول کر سو کا نوٹ دیکھتا ہے ——— ردِ عمل ——— اور زیادہ آنکھیں کھولتا ہے ——— ساتھ ہی باچھیں کھِل جاتی ہیں ——— نوٹ کو چومتا ہے۔

گلاب : کٹاری

خانہ بدوشوں کا ڈیرا (ڈمرو کا خیمہ ——— بیرونی حصہ)

گلاب باہر کھڑا اِدھر اُدھر دیکھ رہا ہے ——— ایک کھونٹے کے سامنے مینڈھا بندھا ہے۔ دوسرے کے ساتھ ریچھ ——— ایک کتا ہے جو منہ میں رسّی لیے کبھی ادھر کھینچتا ہے کبھی ادھر۔ یہ رسّی تنبو میں چلی گئی ہے ——— گلاب خیمے کے اندر داخل ہوتا ہے۔

خانہ بدوشوں کا ڈیرا (ڈمرو کا خیمہ ——— اندرونی حصہ)

ڈمرو نوٹ کو گھور گھور رہا ہے۔

گلاب : کٹاری۔

ڈمرو : آؤ ——— آؤ۔

گلاب : (نوٹ دیکھ کر)، یہ نوٹ ——— یہ نوٹ میرا ہے۔

ڈمرو : تمہارا ہے ؟ ——— تو میرے پاس کیسے چلا آیا۔

گلاب : (پاس جاکر) وہ لڑکی جو ابھی اندر گئی تھی، اس نے تمہیں دیا ہے۔

ڈمرو : اس نے کہاں سے لیا یہ نوٹ۔

گلاب : مجھ سے چھین کر لے آئی ہے۔

ڈمرو : اچھا ؟

گلاب : لاؤ نوٹ دو مجھے۔

ڈمرو : ارے بھائی اتنی جلدی کیا کرتے ہو ——— آؤ بیٹھو، چائے پانی پیو۔

(آواز دیتا ہے) بیگم ——— سگرٹ تو لانا۔

گلاب : تم نوٹ لاؤ۔

ڈمرو : ٹھہرو، مجھے چشمہ لگا کر دیکھنے دو۔

ڈبیہ سے چشمہ نکالتا ہے ——— دھوتی کے پلو سے صاف کرتا ہے۔ مگر

اس کے شیشے ہی نہیں ——— گلاب دلچسپی لیتا ہے۔

گلاب : کیسا ہے یہ چشمہ۔

ڈمرو : اول نمبر۔

ایک بندریا آتی ہے اور سلگا ہوا سگرٹ ڈمرو کو دیتی ہے۔

ڈمرو : لو، سگرٹ پیو۔

گلاب : میں نہیں پیتا ——— تم نوٹ حوالے کرو میرا۔

ڈمرو : مجھے دیکھنے دو۔ (چشمہ لگاتا ہے) ارے ۔۔۔ ۔۔۔ یہ تو کھوٹا ہے۔

گلاب : کھوٹا کھرا جیسا ہے، ٹھیک ہے ـــــ لاؤ۔

ڈمرو : لو ابھی پتہ چل جاتا ہے ـــــ میں چھُو کرتا ہوں ـــــ کھوٹا ہوگا تو یوں اُڑ جائے گا (مٹھی بند کر کے چھُو کرتا ہے ـــــ پھر مٹھی کھولتا ہے ـــــ نوٹ غائب ہے) کیوں دوست اب بھی نہیں مانوگے۔

گلاب : تم سب چور ہو ـــــ اٹھائی گیرے ـــــ ڈاکو ـــــ کہاں ہے وہ لڑکی۔

ڈمرو : ریڈیو گھر گئی ہے۔

گلاب : (غصے میں) کہاں ہے وہ تمہارے باپ کا ریڈیو گھر۔

ڈمرو : گالی مت دو یار۔

گلاب : گالی کے بچے نوٹ لا اِدھر۔

پنکھا بند ہو جاتا ہے۔

ڈمرو : (پنکھے کی طرف دیکھ کر) چ چ ـــــ بجلی فیل ہو گئی۔

خانہ بدوشوں کا ڈیرا (ڈمرو کا خیمہ ـــــ بیرونی حصہ)

ہم کٹ کر کے دکھاتے ہیں کہ رسّی ایک طرف پڑی ہے اور اُسے کھینچنے والا کُتا بیٹھا ہڈی چبا رہا ہے۔

(خانہ بدوشوں کا ڈیرا ڈمرو کا خیمہ ——— اندرونی حصّہ)

ڈمرو : بجلی گھر کا منیجر بڑا حرامی ہے ——— نکال دوں گا سالے کو باہر، آؤ تمہیں ریڈیو سُناؤں۔

گلاب : میں کہتا ہوں میرا نوٹ حوالے کر دو میرے۔

ڈمرو : وہ تو ہو گیا ہے غائب اور غائب ہونے کا جو دُکھ مجھے اور تمہیں ہوا ہے، وہ ریڈیو سُننے سے ہی دُور ہو سکتا ہے۔

ایک طرف لکڑی کا ریڈیو نما بکس پڑا ہے۔ ڈمرو اس کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے۔

گلاب : تمہارے ریڈیو کی ایسی تیسی۔

ڈمرو : ایسا نہ کہو۔ ناراض ہو جائے گا۔ بٹن گھماتا ہے زور کی کھڑکھڑ ہوتی ہے دیکھا!

گلاب دیکھتا ہے کہ پنجرے میں یہ آواز طوطا پیدا کر رہا ہے۔

گلاب : یہاں کے جانور بھی چار سو بیس ہیں۔

ڈمرو : (بٹن گھماتا ہے)

طوطا : ہم ساتویں آسمان سے بول رہے ہیں۔

ڈمرو : بالکل ٹھیک ہے ——— لو بھئی سنو گانا۔

باجو پر موسیقی کی گت شروع ہوتی ہے ——— گلاب طوطے کی طرف دیکھتا ہے

جو خاموش ہے —— گانا شروع ہوتا ہے —— گلاب اِدھر اُدھر دیکھتا ہے —— ڈمرو اشارے سے گلاب کو بیٹھنے کے لئے کہتا ہے مگر وہ نہیں بیٹھتا ہے —— تھوڑی دیر کے بعد ڈمرو لکڑی کے ریڈیو نما بکس کے کالے توے کو ایک طرف ہٹاتا ہے —— گول دائرے کے پیچھے کستاری کا چہرہ نظر آتا ہے —— گلاب کا ردِ عمل —— وہ آگے بڑھتا ہے کہ لکڑی کے بکس کے پیچھے کستاری کھڑی ہو جاتی ہے —— گلاب ذرا اور آگے بڑھتا ہے تو وہ ایک ادا سے گاتی ہوئی گلاب کی بغل میں آ کھڑی ہوتی ہے۔ گلاب اس کو پکڑنا چاہتا ہے مگر وہ ناچتی ہوئی باہر نکل جاتی ہے۔

خانہ بدوشوں کا ڈیرا (ڈمرو کا خیمہ —— بیرونی حصہ)

گلاب باہر نکلتا ہے —— مرد، عورتیں، لڑکیاں سب جمع ہو جاتی ہیں —— کستاری گا اور ناچ رہی ہے —— ایک لمحے کے لئے گلاب سب کچھ بھول جاتا ہے —— کستاری کی ادائیں اُسے مسحور کر دیتی ہیں۔ لیکن تھوڑے وقفے کے بعد اسے اپنا نوٹ یاد آتا ہے —— ایک دم وہ چلاتا ہے۔

گلاب : بند کرو یہ بکواس —— میرا نوٹ واپس دو۔

گانا بند ہو جاتا ہے۔ کستاری پاؤں کے گھنگھرو کھنکھناتی گلاب کے پاس

جاتی ہے۔

کٹاری : نام کیا ہے تمہارا بابو ــــــ

گلاب : (چلا کر) میرا نام ہے سو روپے کا نوٹ۔

سب زور سے ہنستے ہیں۔

گلاب : بند کرو ہنسی۔

کٹاری : (ایک ادا کے ساتھ) سو روپے کے نوٹ جی ــــــ میرا نام ہے دوتی۔

سب زور سے ہنستے ہیں۔

گلاب : (اور زیادہ چلا کر) میں پاگل ہو جاؤں گا ــــــ میں تم سب کو قتل کر دوں گا۔

ڈمرو کی آواز آتی ہے۔

ڈمرو : کون ہے یہ ہٹلر۔

ڈمرو اپنے بازو کے ڈنڑ دکھاتا ہوا قریب قریب گلاب کے اوپر چڑھ جاتا ہے۔

گلاب : تم میرا سو روپیہ کیوں واپس نہیں دیتے؟

ڈمرو : دیتے ہیں ــــــ اِدھر آؤ (ایک طرف چلتے ہوئے) آؤ۔

گلاب اس کی طرف بڑھتا ہے ــــــ دونوں کچھ دور چلتے ہیں۔

ڈمرو : ایک طرف اشارہ کر کے، کھڑے ہو جاؤ یہاں۔

گلاب وہاں کھڑا ہو جاتا ہے۔

ڈمرو : سو کا نوٹ چاہیئے، ہزار کا۔

گلاب : اپنا سو کا۔

ڈمرو : اپنا سو کا نوٹ ایک ــــ اپنا سو کا نوٹ دو۔

ایک دم کچھ ہوتا ہے اور گلاب کیمرے پر سے اڑتا ہُوا چلا جاتا ہے ــــ کٹ کر کے ہم دکھاتے ہیں کہ مینڈھے کی گردن ہل رہی ہے اور گلاب بہت دُور کیچڑ میں لت پت زمین پر اوندھے منہ پڑا ہے ــــ دانت پیستا ہُوا اُٹھتا ہے۔ چاہتا ہے کہ ڈمرو کی طرف جائے مگر رک جاتا ہے، کیوں کہ ڈمرو کے ساتھ اور کئی ہٹے کٹے مرد آستین چڑھائے کھڑے ہیں۔

گلاب : آج نہیں پھر کبھی سہی ــــ ایسا مزا چکھاؤں گا کہ یاد رکھوگے ــ لٹیرے۔ بدمعاش۔

سب خانہ بدوش زور سے ہنستے ہیں ــــ گلاب ٹرک میں بیٹھتا ہے اور اسے اسٹارٹ کرتا ہے ــــ اس پر ہنسنے کا شور آتا رہتا ہے۔

فیڈ آؤٹ

بڑی سرکار کی حویلی (بڑا کمرہ ــــ اندرونی حصہ)

تخت پر گاؤ تکیے کا سہارا لیے بڑی سرکار بیٹھا ہے اور ایک دونالی بندوق کا معائنہ کر رہا ہے ـــــ ایک طرف منشی حساب کتاب کر رہا ہے ـــــ دوسری طرف ایک دیہاتی کھڑا ہے ـــــ بڑی سرکار اس سے مخاطب ہوتا ہے۔

بڑی سرکار: اچھی ہے۔

دیہاتی : سرکار نایاب چیز ہے۔

بڑی سرکار: ہمارے لیے کوئی چیز نایاب نہیں ـــــ منشی جی۔

منشی : حضور!

بڑی سرکار: سو کا ایک نوٹ دیجئے اسے۔

دیہاتی : سرکار...... یہ تو بہت کم ہیں ـــــ ایسی نایاب چیز....

بڑی سرکار: نایاب چیز ہے تو نذرانے کے طور پہ پیش کرو..... کیوں منشی جی۔

منشی : بالکل درست ہے۔

دیہاتی : لیکن حضور....

منشی : (سو کا نوٹ دے کر) لو.....

دیہاتی : میں اسے لایا ہی کیوں؟

بڑی سرکار: کیا کہا؟

منشی : کچھ نہیں حضور ـــــ شکریہ ادا کر رہا ہے۔

دیہاتی : (طنز کے ساتھ) بہت بہت شکریہ حضور!

یہ کہہ کر چلا جاتا ہے ــــــ بڑی سرکار قہقہے لگاتا ہے اور بندوق کو پسندیدہ نظروں سے دیکھتا ہے ــــــ گلاب داخل ہوتا ہے۔

گلاب : آداب عرض بڑی سرکار۔

بڑی سرکار: آگئے۔

گلاب : جی ہاں۔

بڑی سرکار : میرا مطلب یہ تھا کہ چھوٹی سرکار کا سارا سامان آگیا۔

گلاب : جی ہاں، ایک ایک چیز لے آیا ہوں۔

یہ کہہ کر گلاب اپنے باپ کو روپے دیتا ہے ــــــ منشی روپے گنتا ہے۔

گلاب : (آہستہ) ابھی نہیں گنو۔

منشی : کیوں؟

گلاب : آہستہ بولو ــــــ کم ہیں۔

منشی : (آہستہ) کتنے؟

گلاب : (آہستہ) ایک سو۔

منشی : (اونچی آواز میں) ایک سو؟

بڑی سرکار: کیا بات ہے منشی جی؟

منشی : حضور . . . .

گلاب : (چپ رہنے کا اشارہ کرتا ہے)

بڑی سرکار : منشی جی، میں نے پوچھا تھا کیا بات ہے؟

منشی : حضور ——— حساب میں ایک سو روپیہ کم ہے.

بڑی سرکار : ابھی ابھی آپ نے بندوق کی قیمت جو ادا کی ہے.

منشی : ہاں حضور، وہ تو ہے . . . . . لیکن . . . . .

گلاب : (چپ رہنے کا اشارہ کرتا ہے)

بڑی سرکار گلاب، تم اپنے باپ کو بار بار چپ رہنے کے لئے کیوں اشارہ کر رہے ہو.

گلاب : حضور، بات یہ ہے . . . .

منشی : میں عرض کرتا ہوں سرکار ——— گلاب کے پاس چھوٹی سرکار کا جو حساب ہے. اس میں سو روپئے کم ہیں.

بڑی سرکار : سو روپئے.

تخت پر سے بندوق لئے اٹھتا ہے.

گلاب : جی ہاں.

بڑی سرکار : کیسے کم ہوئے.

گلاب : حضور، میں ادھر آرہا تھا ——— راستے میں سڑک پر مجھے ایک

لڑکی ملی۔

بڑی سرکار: لڑکی!

منشی : (اونچی آواز میں) لڑکی؟

گلاب : لڑکی نہیں —— خانہ بدوش —— یعنی خانہ بدوش لڑکی۔

بڑی سرکار: خانہ بدوش لڑکی۔

گلاب : (اٹھ کر) جی ہاں —— وہاں بہت سی ہیں حضور۔

بڑی سرکار: ایک سو؟

گلاب : میں نے گنی نہیں حضور . . . ——

بڑی سرکار: سو روپیہ کیسے گُم ہُوا۔

گلاب : زبردستی چھین کرے گئی حضور۔

منشی : جھوٹ مت بولو گلاب۔

گلاب : میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔

بڑی سرکار: یعنی ایک لڑکی چھین کرے گئی تم سے۔

گلاب : جی ہاں —— وہ خانہ بدوش لڑکی —— کٹاری اس کا نام ہے۔

بڑی سرکار: دل میں تو نہیں کھُب گئی تمہارے۔

گلاب : (خاموش ہو جاتا ہے)

بڑی سرکار: (قہقہہ لگاتا ہے، پھر آواز دیتا ہے)، کالو!

دور سے کالو کی آواز آتی ہے "حاضر ہوا سرکار"!

بڑی سرکار: کہاں ہے ان خانہ بدوشوں کا ڈیرہ۔

گلاب : دو ایک کوس دور ہے۔

کالو آتا ہے۔

بڑی سرکار: کالو ——— یہاں سے دو ایک کوس دُور ڈیرہ ہے خانہ بدوشوں کا۔

کالو : جانتا ہوں سرکار۔

بڑی سرکار: ایک لڑکی ہے کٹاری ——— اس کو حاضر کرو یہاں شام سے پہلے پہلے۔

کالو : ابھی جاتا ہوں سرکار۔

بڑی سرکار: ابھی نہیں ——— پہلے مینڈھوں کا دانہ پانی دو۔

کالو : چلا سرکار۔

بڑی سرکار: اور شام سے پہلے پہلے کٹاری یہاں موجود ہو۔

کالو : ضرور ہوگی سرکار۔

کالو چلا جاتا ہے۔

بڑی سرکار: منشی جی اگر گلاب کا بیان درست ہے تو ہم اس چھوکری کی کھال اُدھیڑ دیں گے۔

گلاب : (ردِ عمل)

بڑی سرکار: گولی سے اڑا دیں گے۔

گلاب : (ردِ عمل)

بڑی سرکار: (بندوق سے کھیلتے ہوئے) اس بندوق کے نشانے کا بھی پتا چل جائے گا۔

گلاب : میرا خیال ہے.....

بڑی سرکار: کیا خیال ہے تمہارا؟

گلاب : میں ہی جاتا ہوں سرکار..... آپ کا نام لوں گا تو وہ ڈر کے ضرور واپس کر دے گی۔ میرا نوٹ —— میں ابھی جاتا ہوں۔

یہ کہہ کر وہ بڑی تیزی سے باہر نکل جاتا ہے —— بڑی سرکار قہقہہ لگاتا ہے۔

بڑی سرکار: منشی جی —— مالک کے دوپٹے سے چھوکریوں کے ساتھ عشق لڑانا —— یہ ہم ہرگز پسند نہیں کرتے۔

منشی : حضور مجھے یقین تو نہیں کہ گلاب نے ایسا کیا ہے..... لیکن حضور اگر اس نے یہ حرکت کی ہے..... تو آپ مالک ہیں —— میرے سامنے گردن اڑا دیجئے۔

بڑی سرکار کی حویلی ـــــ منشی کا کوارٹر (اندرونی حصّہ)

گلاب ٹرنک اٹھانے میں مصروف ہے ـــــ ایک ٹرنک اٹھاتا ہے ـــــ اس کے بعد دوسرا پھر تیسرا ـــــ سب سے نیچے صندوق ہے۔ پلنگ کے ایک پائے کو اونچا کرتا ہے، اس کے نیچے سے چابی نکالتا ہے۔ صندوق کا تالا کھولتا ہے۔ اس کے اندر سے ایک بکس نکالتا ہے، بکس کی چابی پلنگ کے دوسرے پائے تلے سے نکالتا ہے۔ بٹوہ میں سے ایک اور بٹوہ نکلتا ہے۔ اُسے کھولتا ہے تو کپڑے میں لپٹی ہوئی ایک چیز نکلتی ہے ـــــ اسے کھولتا ہے ـــــ دو نوٹ دکھائی دیتے ہیں سو سو کے ـــــ ایک نوٹ نکال کر جیب میں رکھتا ہے اور جلدی جلدی سب چیزیں باری باری بند کرتا ہے ـــــ ٹرنک رکھ رہا ہے کہ اس کا باپ اندر داخل ہوتا ہے۔

منشی : کیا کر رہے گلاب ؟

گلاب : ایک نوٹ نکالا ہے سو روپے کا۔

منشی : کیوں ؟

گلاب : واپس دوں گا بڑی سرکار کو ـــــ کہوں گا کہ آیا ہوں کنواری سے۔

منشی : (سنگین سنجیدگی کے ساتھ) یہ کنواری کون ہے گلاب۔

گلاب : میں نہیں جانتا کون ہے ـــــ خانہ بدوش لڑکی ہے ـــــ میں نہیں

چاہتا کہ بڑی سرکار اُس کو سزا دیں۔

منشی : گلاب۔ بیٹھ یہاں۔

گلاب چارپائی پر بیٹھ جاتا ہے۔

منشی : (بڑی سنجیدگی کے ساتھ) سُن ـــــ تو ایک غریب آدمی کا لڑکا ہے۔ عیاشیاں صرف امیروں کے لئے ہیں ـــــ تو کہیں بہک تو نہیں گیا۔

گلاب : میں سمجھا نہیں۔

منشی : تو مجھے صرف اتنا کہہ دے کہ تیرا من میلا نہیں بس!

گلاب : میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میرا من چھوٹی سرکار کا من نہیں ۔ ۔ ۔

منشی : بس بس! ـــــ جا رے جا روپے۔

گلاب اٹھتا ہے۔

منشی : ٹھہر (مسکراتا ہے)، اتنی جلدی جا رہا ہے ـــــ بڑی سرکار یہ نہ پوچھیں گے کہ دو کوس کا آنا جانا تو نے اتنی جلدی کیسے کیا؟

گلاب : (مسکراتا ہے) یہ میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔

منشی : بیٹھ جا تھوڑی دیر میاں۔

دونوں چارپائی پر بیٹھ جاتے ہیں ـــــ منشی گلاب کے کاندھے پر ہاتھ رکھتا ہے، بڑے پیار سے۔

منشی : بس میری یہ دعا ہے کہ تو سدا نیک رہے۔

گلاب مسکراتا ہے۔

بڑی سرکار کی حویلی (بڑا کمرہ)

ہم ڈزالو کرتے ہیں ـــــــ بڑی سرکار ہاتھ پر باز رکھے اُس سے کھیل رہا ہے۔ گلاب داخل ہوتا ہے۔ بڑی سرکار اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

بڑی سرکار: (ذومعنی لہجے میں) کٹاری سے مل آئے؟

گلاب : جی ہاں۔

بڑی سرکار: اور زیادہ گھائل تو نہیں ہوئے؟

گلاب : جی!

بڑی سرکار: (قہقہہ لگاتا ہے) روپے لئے واپس!

گلاب : جی ہاں۔

یہ کہہ کر وہ سو روپے کا نوٹ جیب سے نکالتا ہے۔

گلاب : دیتی نہیں تھی، پر جب میں نے کہا کر بڑی سرکار مارے کوڑوں کے کھال ادھیڑ دیں گے تو جھٹ سے نوٹ میرے حوالے کیا۔

کٹاری کی آواز آتی ہے۔

کٹاری : جھوٹ!

بڑی سرکار اور گلاب کا ردِ عمل ــــــــ گلاب بالکل بوکھلا جاتا ہے۔

کٹاری تھرکتی، ناچتی گلاب کے پاس آتی ہے۔

کالو : حضور، کٹاری حاضر ہے۔

بڑی سرکار : (کٹاری کی طرف غور سے دیکھتا ہے) کافی تیز ہے (گلاب سے) گلاب روپئے کیسے واپس کئے اس نے؟

کٹاری : (کس نے واپس کئے؟ (گلاب سے) جھوٹے۔

بڑی سرکار : بات کیا ہے گلاب؟

گلاب : (سر جھکا کر) حضور، آپ نے کہا تھا آپ کھال ادھیڑ دیں گے اس کی ....

کٹاری : میری کھال ادھیڑ دیں گے؟

گلاب : یہ نوٹ میرا اپنا ہے۔

بڑی سرکار: تو اس کا یہ مطلب ہے کہ کٹاری چل گئی ہے تمہارے دل پر (ہنستا ہے)

گلاب : (خاموش رہتا ہے)

کٹاری : (بڑی سرکار سے) جناب آپ مجھ سے بات کیجئے ــــــ (کالو کی طرف اشارہ کرکے) اس کالے آدمی کو بھیج کر مجھے کیوں بلایا گیا ہے یہاں۔

کالو : حضور اس کی زبان بند کیجئے۔

کٹاری : اپنی جیب نکال کر کالو کو دکھاتی ہے۔

بڑی سرکار: گلاب، چھوٹی سرکار کو بلاؤ۔

کٹاری : تم چھوٹی موٹی جتنی چاہے سرکاریں بلالو ——— میں سو روپیہ واپس نہیں دینے کی۔

گلاب چلا جاتا ہے۔

بڑی سرکار: (باز سے کھیلتے ہوئے) کیوں۔

کٹاری : اجی واہ ——— شرط جیتی ہے جناب۔

بڑی سرکار: کیسی شرط؟

کٹاری : میری کلائی پکڑلی، میں نے چھڑالی ——— اور سو روپیہ جیت لیا ——— اب آپ ہی بتایئے جناب! یہ روپیہ کیسے واپس ہو سکتا ہے۔

بڑی سرکار: تم ایک جگہ کھڑی کیوں نہیں رہتیں؟

کٹاری : (مسکراکر) چلت پھرت ہم خانہ بدوشوں کی زندگی ہے۔

چھوٹی سرکار داخل ہوتا ہے، کٹاری کی طرف نہیں دیکھتا۔

چھوٹی سرکار: آپ نے مجھے بلایا ہے۔

بڑی سرکار: (کٹاری کی طرف اشارہ کرکے) یہ چیز دیکھنے کے لئے۔

چھوٹی سرکار کٹاری کی طرف دیکھتا ہے ——— کٹاری مسکراتی ہے اور اس کی طرف بڑھتی ہے۔

کٹاری : آپ کیا شے ہیں جناب؟

بڑی سرکار ہنستا ہے۔

چھوٹی سرکار: کون ہے یہ لڑکی؟

بڑی سرکار: کٹاری! ــــ کلائی پکڑو اس کی۔

کٹاری : نہ نہ نہ نہ ــــ کٹ جائیں گے ہاتھ۔

بڑی سرکار: کیوں کٹاری، پکڑے چھوٹی سرکار تمہاری کلائی؟

کٹاری : شرط ہوگی سو روپے کے ساتھ۔

بڑی سرکار: منظور۔

کٹاری : لاؤ ہاتھ۔

کٹاری بڑی سرکار کے ہاتھ پر ہاتھ مارتی ہے اور آستین چڑھاکر اپنی کلائی چھوٹی سرکار کی طرف بڑھاتی ہے۔

کٹاری : لو۔

بڑی سرکار: چلو بھئی پکڑو ــــ

چھوٹی سرکار: میں کچھ سمجھا نہیں۔

کٹاری : تم پکڑو کلائی، میں سمجھاتی ہوں۔

چھوٹی سرکار کلائی پکڑتا ہے۔

کٹاری : مضبوط پکڑو ــــ لو میں لگی ہوں چھڑانے۔

چھوٹی سرکار ایک دم گرفت مضبوط کر دیتا ہے ــــ کٹاری زور سے

"اوئی" کرتی ہے اور چھوٹی سرکار کے ہاتھ کو جھٹکا دیتی ہے۔ مگر وہ گرفت کو

اور زیادہ مضبوط کر دیتا ہے۔ اب کٹاری زور لگانا شروع کر دیتی ہے۔

مگر چھوٹی سرکار کلائی نہیں چھوڑتا ——— بڑی سرکار قہقہے لگاتا ہے۔

بڑی سرکار : (چھوٹی سرکار سے) چھوڑ دو کلائی۔

چھوٹی سرکار کلائی چھوڑ دیتا ہے۔

بڑی سرکار : کٹاری تم ہار گئیں ہمارے بیٹے سے۔

کٹاری : ہار کیسے گئی ..... (کلائی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے) جب میں نے اوئی کیا تھا تو اُس نے ہاتھ ڈھیلے کیوں نہ کئے ——— یہ بھی کوئی بات ہے (چھوٹی سرکار سے) سنگدل کہیں کا۔

چھوٹی سرکار مسکراتا ہے ——— بڑی سرکار قہقہہ لگاتا ہے اور چھوٹی سرکار سے مخاطب ہوتا ہے۔

بڑی سرکار : ہم جاتے ہیں تم شرط کے روپے وصول کر لو اس سے ——— چلو کالو۔

یہ کہہ کر بڑی سرکار باز کو پیار کرتا ہوا کالو کو ساتھ لے کر چلا جاتا ہے۔

کٹاری اپنے پیروں کے جانجھ بجاتی ہے۔

کٹاری : کیوں جناب ——— روپے وصول کرو گے مجھ سے ؟

چھوٹی سرکار : (کٹاری کا ہاتھ پکڑنا چاہتا ہے مگر وہ تڑپ کر ایک طرف ہٹ جاتی ہے۔

کٹاری : نہ نہ نہ نہ ——— ہاتھ مت لگانا مجھے۔

چھوٹی سرکار: کٹاری سنو ——— کہاں رہتی ہو تم؟

کٹاری : زمین کے اوپر ——— آسمان کے نیچے۔

چھوٹی سرکار: تمہارا گھر کہاں ہے؟

کٹاری : کندھوں پر۔

چھوٹی سرکار: اوہ . . . . اوہ ——— میں سمجھا . . . . (پاس جاکر آہستہ سے)

کل آؤگی؟

کٹاری : کیا دوگے مجھے؟

چھوٹی سرکار: جو تم مانگو گی۔

کٹاری : واہ میرے راجہ . . . . پیروں کے لئے گرگابی . . . کانوں کے لئے

بُندے . . . . ٹس لس کرتے ریشمی لہنگے . . . .

چھوٹی سرکار: سلمے ستارے کے دوپٹے۔

کٹاری : نہیں جی نہیں ——— دوپٹے نہیں چاہئیں مجھے ——— ریشمی رومال۔

چھوٹی سرکار کٹاری کی طرف بڑھتا ہے اور اُسے پکڑنا چاہتا ہے۔

چھوٹی سرکار: (آہستہ) تم کل آنا ——— میں سب کچھ لادوں گا۔

کٹاری : لادوگے ——— پر تم چوروں کی طرح کیوں باتیں کرتے ہو۔

چھوٹی سرکار اُسے پکڑنا چاہتا ہے مگر وہ تڑپ کر ایک طرف ہو جاتی ہے۔

کٹاری : نہ نہ نہ نہ ——— ہاتھ مت لگانا مجھے۔ (ہنستی ہے) اچھا تو میں چلی۔

(چھوٹی سرکار کے کان میں) کل آؤں گی۔

یہ کہہ کر کٹاری تھرکتی ہوئی کمرے سے باہر نکل جاتی ہے۔

بڑی سرکار کی حویلی (باغ)

چمیلی گلاب کے پھول توڑ رہی ہے ——— کٹاری تھرکتی ہوئی آتی ہے اور پھول چمیلی سے چھین کر اپنے بالوں میں لگا لیتی ہے۔ چمیلی اس پر جھپٹتی ہے۔

چمیلی : کون ہے تو؟ ——— پھول لا ادھر۔

کٹاری : مسکراتی ہے اور دو تین پھول چمیلی کے ہاتھ سے چھین لیتی ہے۔

دونوں ایک دوسری سے اُلجھ جاتی ہیں۔ اتنے میں چھوٹی سرکار آ جاتا ہے۔

چھوٹی سرکار: چمیلی۔

چمیلی ایک طرف ہٹ جاتی ہے ——— کٹاری مسکراتی ہے اور سارے پھول جو کہ چمیلی کے ہاتھ سے گر گئے تھے اٹھا لیتی ہے۔

چمیلی : کون ہے یہ چھوٹی سرکار۔

کٹاری : اس باغ کی مالک ——— (چھوٹی سرکار سے) کیوں؟

مسکراتی ہے اور دو پتے نوچ کر چمیلی کے منہ پر پھینک کر تھرکتی ہوئی چلی

جاتی ہے۔

(بڑی سرکار کی حویلی کے گیٹ کے باہر)

کٹاری تھرکتی ہوئی باہر نکلتی ہے —— گلاب ایک طرف کھڑا ہے،
اُسے دیکھ کر رُک جاتی ہے۔ پھر مسکرا کر اس کے پاس جاتی ہے۔

کٹاری : تم یہاں کھڑے ہو۔

گلاب : ہاں۔

کٹاری : آدمی اچھے ہو تم . . . . . مجھے بچانے کے لئے جھوٹ بولنا پڑا تمہیں۔

گلاب : بڑی سرکار نے تم سے کیا کہا۔

کٹاری : کچھ نہیں —— کہا جاؤ عیش کرو تم —— (ایک دم) میں نے کہا تمہارا
نام کیا ہے —— میں بھول گئی ہوں۔

گلاب : میرا نام گلاب ہے۔

کٹاری : (گلاب کا ایک پھول گھما کر سونگھتے ہوئے) ایسی خوشبو ہے تم میں؟

گلاب : (خاموش رہتا ہے)

کٹاری گلاب کے کُرتے کے بٹن ہول میں گلاب کا پھول لگا دیتی ہے۔

کٹاری : کبھی آنا ہمارے ڈیرے۔

یہ کہہ کر وہ چند قدم چلتی ہے، مُڑتی ہے اور ایک ادا کے ساتھ ایک پھول

گلاب کی طرف پھینکتی ہے۔ گلاب اُسے دبوچ لیتا ہے —— چھوٹی سرکار کی آواز آتی ہے۔

چھوٹی سرکار: یہ بات ہے!

گلاب کا ردِ عمل —— چھوٹی سرکار آتا ہے۔ گلاب اپنے بٹن ہول سے پھول نکال لیتا ہے اور ایک طرف چلا جاتا ہے۔

چھوٹی سرکار: (مسکراتا ہے) پھولوں کے ساتھ کانٹے بھی ہوتے ہیں —— یہ مت بھولنا گلاب (ہنستا ہے)

فیڈ آؤٹ

خانہ بدوشوں کا ڈیرا (رات کا وقت)

ایک چبوترے پر پھل، مٹھائیاں اور کھانے کا سامان پڑا ہے —— اس کے ارد گرد گھیرا باندھے خانہ بدوش لڑکیاں، عورتیں، مرد، بچے، بوڑھے کھڑے ہیں —— ڈمرو آتا ہے اور چاروں طرف دیکھتا ہے۔

ڈمرو : سب اکٹھے ہو گئے (بلند آواز میں —— بولو سو روپے کا نوٹ۔

سب : زندہ باد۔

ڈمرو : سو روپے کا نوٹ۔

سب : زندہ باد۔

ڈمرو : ایک —— دو .....

سب چبوترے پر پل پڑتے ہیں —— ایک شور برپا ہوتا ہے —— ایک سیکنڈ کے عرصہ میں سب چیزیں صاف ہو جاتی ہیں —— خاموشی چھا جاتی ہے —— ڈمرو ایک طرف بیٹھ کر بڑے اطمینان سے اپنے تہمد کا ڈب کھولتا ہے اور ایک گھڑی نکالتا ہے، اس کی سوئیاں ہی نہیں، وقت دیکھتا ہے۔

ڈمرو : وقت ہو گیا ہے میرے گانے کا۔

یہ کہہ کر وہ گھڑی ڈب میں رکھتا ہے اور پاس پڑا ہوا بکس کھولتا ہے۔ اس میں سے وہ بانجو نکالتا ہے، جس کے تار ہی نہیں۔ کستا ہے تار جو نہیں ہیں انہیں بجاتا ہے —— آواز آتی ہے —— مطمئن ہو کر آسن جما کر بیٹھتا ہے اور باقاعدہ بجانا شروع کرتا ہے —— کیمرہ پیچھے ہٹتا ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ کناری بانجو بجا رہی ہے —— ڈمرو گاتا شروع کرتا ہے —— الفاظ بالکل بے معنی ہیں لیکن وہ انہیں اس طرح ادا کرتا ہے جیسے وہ ان کے معنی جانتا ہے۔ اس دوران میں گلاب داخل ہوتا ہے —— کناری گلاب کو دیکھتی ہے تو مسکراتی ہے ——

بے معنی گانا کورس میں تبدیل ہو جاتا ہے —— دفعتہً کٹاری بانجو لئے اُٹھتی ہے اور رقص شروع کر دیتی ہے۔ کورس بند ہو جاتا ہے —— کٹاری سولو گانا شروع کرتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ رقص کرتی ہے۔ توجہ کا مرکز گلاب ہے جو بے چینی محسوس کرتا ہے —— کٹاری یہ دیکھتی ہے تو گانا بند کر دیتی ہے اور گلاب کو کھینچ کر ایک طرف لے جاتی ہے۔

خانہ بدوشوں کا ڈیرا (جھرنا)

گلاب کا ہاتھ پکڑے کٹاری آتی ہے اور جھرنے اور اس کے آس پاس کی فضا کو پیار کی نظر سے دیکھتی ہے۔

کٹاری : کتنی خوبصورت جگہ ہے —— میں رات کو یہاں نہایا کرتی ہوں۔

یہ کہہ کر وہ اپنا لہنگا اونچا کرتی ہے اور پانی میں جاتی ہے۔

کٹاری : بہت ٹھنڈا ہے پانی ....

یہ کہہ کر وہ بڑے پتھر پر بیٹھ جاتی ہے۔

کٹاری : آؤ گلاب بیٹھو۔

گلاب اس کے پاس بیٹھ جاتا ہے، کسی قدر جھینپتے ہوئے۔

کٹاری : تم اتنے شرمیلے کیوں ہو؟

گلاب : تم آزاد ہو اور میں نے اپنی ساری زندگی غلامی میں گذاری ہے۔

کٹاری : کس کی غلامی میں۔

گلاب : جن کے پاس نوکر ہوں۔

کٹاری : چھوڑ دو نوکری۔

گلاب : کھاؤں گا کہاں سے ؟

کٹاری : کھاؤ کے کہاں سے ؟ (بے تحاشا ہنسنا شروع کر دیتی ہے —— پھر ایکدم سنجیدہ ہو کر) میری عمر کیا ہو گی ؟

گلاب : یہی کوئی . . . .

کٹاری : اٹھارہ سال کی ہوں —— تم قسم لے لو مجھ سے جو میں نے ایک دن بھی سوچا ہو کہ کھاؤں گی کہاں سے —— میں تو صرف اتنا جانتی ہوں کہ کھانا جانتی ہوں۔ (ایک دم لہنگے کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ناشپاتی نکالتی ہے) لو کھاؤ۔

گلاب کے ہاتھ پہ ناشپاتی رکھتی ہے تو اس میں پھول دکھائی دیتے ہیں۔

کٹاری : یہ کیا ؟

گلاب : تمہارے دیئے ہوئے پھول۔

کٹاری : پھینکو ان کو میں تمہیں اور دوں گی۔

پھول پانی میں پھینک دیتی ہے —— گلاب اٹھا لیتا ہے اور بڑی سنجیدگی سے کٹاری سے گفتگو شروع کر دیتا ہے۔

گلاب : کٹاری۔

کٹاری : کیا؟

گلاب : یہ پھول تم نے مجھے کیوں دیئے تھے۔

کٹاری کیوں دیئے تھے (پانی میں کود جاتی ہے)، ہائے بڑا ٹھنڈا پانی ہے۔

گلاب کٹاری کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے۔

گلاب : کٹاری۔

کٹاری : (دادا کے ساتھ) کیا ہے؟

گلاب : یہ پھول تم نے مجھے کیوں دیئے تھے۔

کٹاری : پانی بہت ٹھنڈا ہے۔

گلاب چڑ کر پانی میں پھول دے مارتا ہے۔

کٹاری : (ہنستی ہے اور پھول اٹھاتی ہے) پانی اتنا ٹھنڈا ہے کہ —— دیکھو پھول بھی ٹھنڈے ہو گئے۔

گلاب چل پڑتا ہے۔

کٹاری : بس اتنی بات پر ناراض ہو گئے . . . . سو روپے کے نوٹ جی، میں نے پھول اس لئے دیئے تھے۔

گلاب جواب کا متوقع ہے —— کٹاری چپ ہو جاتی ہے تو اُسے کوفت ہوتی ہے۔

کشاری : (ہنستی ہے) میں نے پھول اس لئے دیئے تھے کہ تم اس قابل تھے کہ تمہیں
پھول دیئے جائیں۔
گلاب کشاری کا ہاتھ پکڑ کر پیار سے دباتا ہے۔

کشاری : تم خود بھی تو ایک پھول ہو۔
(ایک دم سنجیدگی کے ساتھ، کشاری۔

کشاری : (آنکھیں مٹکا کر) کیا؟

گلاب : مجھے معلوم نہیں تم نے جھوٹ کہا ہے یا سچ لیکن میں ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن میں تم
سے محبّت کرتا ہوں۔

کشاری : (شرارت سے) پانی بہت ٹھنڈا ہے۔

گلاب ہنس پڑتا ہے۔ کشاری بھی ہنسنا شروع کر دیتی ہے۔ گلاب اسے پکڑ لیتا ہے ــــــ قریب ہے کہ گلاب اُسے اپنے سینے کے ساتھ لگائے کہ "چیخ چیخ" کی آواز آتی ہے ــــــ گلاب کا ردِّ عمل ــــــ بیگم بندریا ہاتھ میں سگرٹ اور ماچس لئے داخل ہوتی ہے ــــــ کشاری اُس سے سگرٹ اور ماچس لے لیتی ہے۔

کشاری : میں رات کو نہانے کے بعد ایک سگرٹ پیا کرتی ہوں۔
بندریا کو اٹھا کر اپنے کندھے پر بٹھا لیتی ہے۔

کشاری : گلاب تم اب جاؤ ــــــ مجھے نہانا ہے ــــــ کل آؤں گی تم

سے ملنے۔

گلاب : لیکن!

کٹاری : (شرارت کے ساتھ) پانی بہت ٹھنڈا ہے۔

دونوں ہنستے ہیں۔

فیڈ آؤٹ

بڑی سرکار کی حویلی (چھوٹی سرکار کا کمرہ)

ہم فیڈ اِن کرتے ہیں۔

چمیلی ریڈیو صاف کر رہی ہے۔ صاف کرنے کے بعد وہ اِسے اُون کرتی ہے اور ایک اسٹیشن لگاتی ہے ——

سازوں پر کوئی گت بج رہی ہے۔ اس کی تال پر چمیلی ناچنا شروع کر دیتی ہے۔ ناچتی ناچتی وہ سنگار میز کے پاس جاتی ہے —— آئینے میں اپنے بال سنوارتی ہے —— پھر ناچتی ہوئی تپائی کے پاس جاتی ہے۔ جہاں رسالے پڑے ہیں —— ایک رسالہ اٹھاتی ہے، اس کے سرورق پر نیم برہنہ تصویر ہے۔ ایک دم اُسے الٹا کر کے تپائی پر رکھتی ہے —— پھر مسکرا کر اُسے اٹھاتی ہے اور تصویر کو غور سے دیکھتی ہے —— تصویر

دیکھتی دیکھتی کھڑکی کی طرف بڑھتی ہے ـــــــ ایک دم موٹر سائیکل کی پھٹ پھٹ سُنائی دیتی ہے ـــــــ چمیلی چھپ کر کھڑکی میں سے باہر جھانکتی ہے ـــــــ گیراج کا ٹاٹ کا پردہ ہل رہا ہے ـــــــ تھوڑے توقف کے بعد چھوٹی سرکار بغل میں کچھ چیزیں دبائے باہر نکلتا ہے۔

بڑی سرکار کی حویلی (باغ)

ہم کٹ کرکے باغ میں آتے ہیں۔

مالی کیاریاں ٹھیک کر رہا ہے ـــــــ چھوٹی سرکار اُس کے پاس آتا ہے۔

چھوٹی سرکار: مالی۔

مالی : حضور!

چھوٹی سرکار: گلاب کہاں ہے؟

مالی : (اٹھ کر) دیکھتا ہوں حضور۔

چھوٹی سرکار: (بوٹ کا کھلا ہوا ڈبہ دکھا کر) گرگابی کا ایک پیر راستے میں گر گیا ہے ـــــــ اُس سے کہو جلدی تلاش کرکے لائے (گرگابی کا دوسرا پیر دکھا کر) اس کے ساتھ کا۔

مالی : (گرگابی کے پیر کو معنی خیز نظروں سے دیکھ کر) بہت اچھا حضور۔

چھوٹی سرکار: ایک دم جلدی ــــ کہنا سائیکل لے جائے میری۔

یہ کہہ کر وہ سامنے دیکھتا ہے ــــ پلٹتا ہے تو مالی مسکرا رہا ہے ــــ لیکن وہ فوراً ہی مسکرانا بند کر دیتا ہے۔

بڑی سرکار کی حویلی (چھوٹی سرکار کا کمرہ)

چمیلی کھڑکی سے ہٹ کر جلدی جلدی ریڈیو بند کر دیتی ہے ــــ ایسا کرتے ہوئے وہ رسالہ اپنی بغل میں دبا لیتی ہے ــــ چھوٹی سرکار داخل ہوتا ہے ــــ چمیلی کا ردِ عمل ــــ اس کی بغل میں سے رسالہ گر پڑتا ہے ــــ دوہرا ردِ عمل ــــ چھوٹی سرکار اُس کے پاس آتا ہے ــــ رسالہ زمین پر دیکھتا ہے اور مسکراتا ہے۔ چمیلی جھینپ جاتی ہے ــــ چھوٹی سرکار رسالہ اٹھانے کے لئے جھکتا ہے تو اس کی بغل میں سے بنڈل کھل کر گر پڑتا ہے ــــ ایک دو لہنگے ہیں، کچھ ریشمی رومال اور اسی قسم کی کچھ اور چیزیں۔

چھوٹی سرکار: اٹھاؤ انہیں۔

چمیلی یہ چیزیں اٹھاتی ہے اور ہر ایک کو غور سے دیکھتی ہے۔

چمیلی: کس کے لئے لائے ہیں چھوٹی سرکار۔

چھوٹی سرکار: (رسالے کی تصویریں دیکھتے ہوئے) بوجھو۔

چمیلی : میں کیا جانوں۔

چھوٹی سرکار : دیکھو پلنگ پر بتاتا ہوں۔

چمیلی اُٹھ کر چیزیں پلنگ پر رکھتی ہے ——— چھوٹی سرکار آگے بڑھ کر چمیلی کو پکڑتا ہے۔

چھوٹی سرکار : بیٹھو اِدھر۔

چھوٹی سرکار چمیلی کو اپنے ساتھ پلنگ پر بٹھاتا ہے۔

چھوٹی سرکار : تم اس روز بھاگ کیوں گئی تھیں ؟

چمیلی : (شرماکر) معلوم نہیں۔

چھوٹی سرکار : معلوم نہیں ؟ ——— تمہیں سب کچھ معلوم ہے ——— یہ معلوم نہیں تمہیں کہ ہم تم سے پیار کرتے ہیں۔

چمیلی کا ہاتھ پکڑتا ہے۔

چمیلی : (پلنگ پر چیزیں دیکھ کر) یہ کس کے لئے لائے ہیں آپ ؟

چھوٹی سرکار : تمہارے لئے۔

چمیلی : میرے لئے۔

یہ کہہ کر چمیلی ریشمی لہنگے پر ہاتھ پھیرتی ہے ——— چھوٹی سرکار چمیلی کے منہ پر ہونے سے طمانچہ مار کر اٹھتا ہے۔ اور دروازے کی طرف بڑھتا ہے دروازہ بند کرنا چاہتا ہے کہ چمیلی دیوانہ وار آتی ہے۔

چمیلی : نہیں ——— نہیں ——— چھوٹی سرکار نہیں۔

چھوٹی سرکار: (چمیلی کو پکڑ) تم کیسی ہو ——— نہ اِدھر نہ اُدھر۔

چمیلی : (توقف کے بعد سنبھل کر) معلوم نہیں مجھے کیا ہو جاتا ہے۔

چھوٹی سرکار: پگلی۔

یہ کہہ کر دروازہ بند کرنے لگتا ہے کہ باہر سے زور کی چیخ سنائی دیتی ہے ———

چھوٹی سرکار تیزی سے کھڑکی کی طرف بڑھتا ہے۔

بڑی سرکار کی حویلی (گیٹ)

گیٹ کی پرلی طرف کٹاری کھڑی ہے، ادھر مالی ہے۔

کٹاری : دیکھو، میں اور زیادہ زور سے چیخوں گی ——— کھول دو دروازہ۔

مالی : میں کہہ چکا ہوں چھوٹی سرکار باہر ہیں۔

کٹاری : (زور سے چیختی ہے)

ہم کٹ کرکے دکھاتے ہیں کہ باغ میں گلاب یہ چیخ سنتا ہے اور دوڑتا ہے۔

کٹاری : لو وہ گلاب آگیا ——— گلاب!

گلاب آتا ہے۔

گلاب : کٹاری ——— آؤ آؤ۔

گلاب دروازہ کھولتا ہے۔ کٹاری اندر آتی ہے اور مالی جیب نکال کر

دکھاتی ہے۔

کنّاری : یہ مالی کا بچہ مجھے اندر نہیں آنے دیتا تھا۔

گلاب : (مسکراتا ہے) آؤ۔

دونوں بڑھنے لگتے ہیں کہ مالی گلاب سے مخاطب ہوتا ہے۔

مالی : گلاب!

گلاب : کیا؟

مالی : چھوٹی سرکار راستے میں زنانہ گرگابی کا پیر گرا آئے ہیں۔

گلاب : زنانہ گرگابی کا پیر۔

مالی : کہا ہے کہ تم فوراً موٹر سائیکل لے کر جاؤ اور تلاش کرو۔

گلاب : میں کہاں ڈھونڈتا پھروں گا۔

مالی : جو حکم ہے میں نے تمہیں سُنا دیا ہے۔

گلاب : حکم —— ہاں —— جاتا ہوں —— (کنّاری سے) میں ابھی آتا ہوں۔

گلاب چلا جاتا ہے —— کنّاری جُھنجھلاتے ٹہلتے اپنے سامنے دیکھتی ہے۔

بڑی سرکار کی حویلی (چھوٹی سرکار کا کمرہ)

ہم کٹ کر کے کھڑکی پر آتے ہیں۔

چھوٹی سرکار کھڑکی سے ہٹتا ہے اور چمیلی سے جو اس کے پاس کھڑی ہے، مخاطب۔

چھوٹی سرکار: چمیلی، اب تم جاؤ۔

چمیلی : کھڑکی باہر دیکھتی ہے، جاؤں!

چھوٹی سرکار: ہاں، پھر آنا۔

چمیلی : یہ کون لڑکی ہے؟

چھوٹی سرکار: کون؟

چمیلی : یہی —— جس نے مجھ سے پھول چھینے تھے۔

چھوٹی سرکار: ہاں ہاں وہ .... اب تم جاؤ۔

چمیلی : میں نہیں جاؤں گی۔

موٹر سائیکل کی پھٹ پھٹ سنائی دیتی ہے۔

چھوٹی سرکار: گلاب گیا —— (تھوڑے توقف کے بعد) جاؤ چمیلی۔ کوئی آ جائے گا۔

کٹاری کی آواز آتی ہے۔

کٹاری : میرے سوا کوئی نہیں آ سکتا۔

چمیلی اور چھوٹی سرکار کا ردِ عمل —— کٹاری ادائیں بکھیرتی چھوٹی سرکار کے پاس آتی ہے۔

کٹاری : آداب عرض کرتی ہوں، چھوٹی سرکار۔ (چمیلی کی طرف دیکھ کر جیب نکالتی ہے۔

چھوٹی سرکار: چمیلی جاؤ۔

چمیلی ایک لمحے کے لئے کھڑی رہتی ہے، اس کے بعد جلی بھنی باہر جاتی ہے ـــــ چھوٹی سرکار دروازہ بند کرکے اندر سے چٹخنی چڑھاتا ہے ـــــ کٹاری کا ردِّ عمل۔

کٹاری : دروازہ کیوں بند کرتے ہو؟

چھوٹی سرکار: (مسکراکر) کوئی آنہ جائے۔

کٹاری : اور جو کوئی چلائے۔

چھوٹی سرکار: کیا؟

کٹاری : کچھ نہیں (ہنستی ہے اور تھرکتی ہوئی پلنگ کی طرف جاتی ہے ـــــ (چیزیں دیکھ کر) ارے واہ تم وعدے کے پکے نکلے۔ (چیزیں اٹھا اٹھاکر دیکھتی ہے)

چھوٹی سرکار اس کے پاس آتا ہے۔

کٹاری : (ایک دم چھوٹی سرکار سے) تم اندھے تو نہیں؟

چھوٹی سرکار: (حیرت سے) کیوں؟

کٹاری : (اپنے پاؤں دکھاکر) میرے دو پاؤں ہیں (گرگابی اٹھاکر) اور یہ ایک ہے۔

چھوٹی سرکار: (ہنستا ہے) ایک پیر گر گیا راستے میں۔

کٹاری : اوہ!

چھوٹی سرکار: (پیار سے) آؤ بیٹھو۔

کٹاری : نہیں جناب ——— مجھ سے نہیں بیٹھا جاتا۔ (پلنگ پر سے چیزیں اٹھاتی ہے)

چھوٹی سرکار: (کٹاری کا بازو پکڑ کر) بیٹھ بھی جاؤ۔

کٹاری : نہ نہ نہ ——— ہاتھ مت لگاؤ مجھے ——— کٹ جائے گا۔

تڑپ کر ایک طرف ہو جاتی ہے ——— چھوٹی سرکار اٹھتا ہے اور اُسے پکڑنا چاہتا ہے۔ کٹاری ملحقہ کمرے میں دوڑ جاتی ہے ——— چھوٹی سرکار مطمئن ہو کر کمرے کی طرف بڑھتا ہے ——— کھٹ سے دروازے کے پٹ بند ہو جاتے ہیں۔ چھوٹی سرکار دستک دیتا ہے۔

چھوٹی سرکار: کٹاری ——— کٹاری۔

کٹاری : (اندر سے آواز آتی ہے) ٹھہرو ——— میں کپڑے بدل رہی ہوں۔

چھوٹی سرکار اضطراب میں ٹہلنا شروع کر دیتا ہے ——— دروازہ کھلتا ہے ——— کٹاری جھانکتی ہے۔

کٹاری : بابو۔

چھوٹی سرکار متوجہ ہوتا ہے۔

کٹاری : ازار بند ڈالنا ہے، کوئی چیز دو۔

چھوٹی سرکار میز پر سے "پروئی" اٹھا کر کٹاری کے ہاتھ میں دیتا ہے اور ساتھ ہی ہاتھ پکڑ لیتا ہے ——— کٹاری دانتوں سے کاٹتی ہے اور دروازہ بند

کر دیتی ہے ——— چھوٹی سرکار ہاتھ سہلاتا رہ جاتا ہے ———
بھنایا ہُوا ٹہلنا شروع کر دیتا ہے ——— ریڈیو کے پاس جاتا ہے اور
اون کر کے کوئی اسٹیشن لگاتا ہے۔ ڈانس کی دُھن شروع ہوتی ہے ———
چھوٹی سرکار پرچہ اٹھاتا ہے جس کے سرورق پر نیم برہنہ تصویر چھپی ہے اور
کمرے کی طرف دیکھتا ہے۔ دروازہ کھلتا ہے۔ کٹاری نئے کپڑوں میں، ایک
پاؤں میں گرگابی پہنے ریڈیائی موسیقی کی تال پر ناچتی کمرے میں آتی ہے
——— پرانے کپڑے ایک طرف پھینک دیتی ہے ——— چھوٹی
سرکار کی طرف بڑھتی ہے۔ رسالے پر ایک نظر ڈالتی ہے اور چھین
کر پھینک دیتی ہے۔

کٹاری: چھی ——— چھی ——— چھی۔

چھوٹی سرکار: آؤ بیٹھو۔

کٹاری: نہیں جناب ——— مجھ سے بیٹھا نہیں جاتا ——— تم مجھے یہ
بتاؤ روپیہ پیسہ کہاں رکھتے ہو؟

چھوٹی سرکار: اوہ ——— ادھر آؤ۔

چھوٹی سرکار میز کا دروازہ کھولتا ہے ——— اس میں بہت سے نوٹ
دکھائی دیتے ہیں ——— کٹاری جیب سے پانسے نکالتی ہے اور انہیں
ہاتھ میں ہلاتی ہے۔

کٹاری : کہو، چھ تین نو پھینکوں۔

چھوٹی سرکار: چھ تین تم پھینک چکیں۔

کٹاری : لگاؤ شرط۔

چھوٹی سرکار: لگاؤ۔

کٹاری : سو سو روپئے۔

چھوٹی سرکار: رہے۔

کٹاری : لو...... (پانسے پھینکتی ہے) یہ لو چھ تین نو۔

چھ تین نو آجاتے ہیں ـــــ کٹاری جھٹ سے دراز میں سے سو روپے کا نوٹ اٹھاتی ہے ـــــ چھوٹی سرکار پانسے اٹھاکر دیکھتا ہے۔ ایک پر تین ہی تین ہیں اور دوسرے پر چھ ہی چھ۔

چھوٹی سرکار: ٹھہرو۔ (پکڑنا چاہتا ہے)

کٹاری بھاگتی ہے، دروازہ کھول کر باہر نکل جاتی ہے۔ چھوٹی سرکار تعاقب کرتا ہے مگر کٹاری دروازہ بند کر دیتی ہے ـــــ چھوٹی سرکار بھنا جاتا ہے۔

چھوٹی سرکار: کٹاری ـــ کٹاری۔

کٹاری دروازہ نہیں کھولتی ـــــ چھوٹی سرکار مختلف چیزوں کو ٹھوکریں مارتا ریڈیو کے پاس آتا ہے ـــــ بٹن گھماتا ہے تو موسیقی

بہت اونچی ہو جاتی ہے ـــــ چھوٹی سرکار ایک دم ریڈیو بند کر دیتا ہے اور کرسی پر بیٹھ جاتا ہے۔ لیکن فوراً ہی اٹھتا ہے اور دروازے کے پاس جا کر دستک دیتا ہے ـــــ دروازہ کھلتا ہے۔

چھوٹی سرکار: کٹاری۔

دروازہ پورا کھلتا ہے ـــــ گلاب دکھائی دیتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں گرگابی کا ایک پیر ہے ـــــ کٹاری کا نام سن کر اس کا ردِ عمل۔

گلاب : دروازہ کس نے بند کیا تھا باہر سے۔

چھوٹی سرکار: کٹاری نے۔

گلاب : کٹاری نے؟

چھوٹی سرکار: ہاں ـــــ گرگابی کا پیر مل گیا۔

گلاب : جی ہاں۔

چھوٹی سرکار: آؤ اندر......

گلاب اندر آتا ہے اور کٹاری کے پرانے کپڑے دیکھ کر ٹھٹکتا ہے۔

گلاب : یہ کپڑے؟

چھوٹی سرکار: کٹاری کے ہیں (کرسی پر بیٹھ جاتا ہے) دیکھو گلاب اس کا کچھ انتظام کرنا پڑے گا۔

گلاب : کس کا؟

چھوٹی سرکار: (پانسوں سے کھیلتا ہُوا اٹھتا ہے) کماری کا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آج غنچہ دے گئی ہے مجھے ——— سب چیزیں لے گئی ——— سب کیا، سو روپئے کا نوٹ بھی صاف کر کے چلتی بنی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ہاتھ تک نہ لگانے دیا مجھے۔

گلاب کا موزوں و مناسب ردِّ عمل۔

چھوٹی سرکار: ایک دن راہ پر تو آ ہی جائے گی لیکن میں زیادہ دیر انتظار نہیں کر سکتا ——— معاملہ یوں پٹنا چاہیئے ——— یوں (چٹکی بجاتا ہے) تم ایسا کرو ——— یہ گرگابی کا پیر لے جاؤ اس کے ڈیرے اور اُس سے کہو کہ کل مجھ سے ملنے آئے ——— اور چیزیں ملیں گی ——— سمجھے۔

گلاب : جی؟ ——— جی!

چھوٹی سرکار: میں سب انتظام کر رکھوں گا ——— بس کھالیا ایک غنچہ۔

گلاب گرگابی کا پیر میز پہ رکھتا ہے اور سوچ میں غرق چلتا ہے۔

چھوٹی سرکار: کہاں چلے گلاب؟

گلاب : جی ——— [illegible] کے ڈیرے۔

چھوٹی سرکار: تو گرگابی کا یہ پیر تو لیتے جاؤ۔

گلاب : جی؟ ——— جی ہاں ۔ ۔ ۔ ۔

گرگابی کا پیر اٹھاتا ہے اور چلا جاتا ہے ——— چھوٹی سرکار پانسے ہلا کر پھینکتا ہے۔

چھوٹی سرکار: لو، چھ تین نو۔

چھ تین نو بن جاتے ہیں ——— چھوٹی سرکار ہنستا ہے۔

خانہ بدوشوں کا ڈیرہ (ڈمرو کا خیمہ) رات کا وقت۔

ڈمرو چٹائی پر بیٹھا ہے اور پانسے بنا رہا ہے۔

ڈمرو : لو بھئی ——— یہ لو کچے بارہ۔

کچے بارہ پھینکتا ہے۔

ڈمرو : صدقے جایئے راجہ نل کے ——— کچے بارہ ہی آئے (پانسے اُٹھا کر ہاتھ میں ہلاتے ہوئے) لو دوست اب چھ تین نو پھینکنا (پانسے پھینکتا ہے)

لو، دھرے پڑے ہیں، چھ تین نو۔

چھ تین نو بن جاتے ہیں۔ ڈمرو اپنے کندھے پر تھپکی دیتا ہے۔

ڈمرو : ڈمرو استاد میری پیٹھ پر جوگنی ہے جوگنی۔ لاؤ دوست ڈھیلے کرو دس روپئے۔

ڈمرو دس روپئے پکڑتا ہے ——— کیمرہ پیچھے ہٹتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے دوسرے ہاتھ سے دس کا نوٹ لے رہا ہے ——— نوٹ جیب میں رکھتا ہے ——— ڈب کھول کر بغیر سوئیوں کی گھڑی نکالتا

ہے۔ جمائی لیتا ہے۔

ڈمرو : وقت ہو گیا میرے سونے کا۔

چٹائی پر لیٹ جاتا ہے —— کتا بھونکتا ہے۔ "عف عف"!

ڈمرو : ایک دو —— مطلب ہے اپنا ہی آدمی آیا ہے۔

کتا بھونکتا ہے "عف عف"۔

ڈمرو : تین چار —— نہیں باہر کا آدمی ہے۔

اٹھتا ہے اور خیمے کے باہر نکلتا ہے۔

خانہ بدوشوں کا ڈیرہ (ڈمرو کا خیمہ —— بیرونی حصہ) رات کا وقت۔

ڈمرو باہر نکلتا ہے تو اُسے گلاب دکھائی دیتا ہے۔

ڈمرو : کیوں بابو؟

گلاب : کٹاری کہاں ہے؟

ڈمرو : کیوں؟

گلاب : اس کے لئے ایک چیز لایا ہوں۔

ڈمرو : میرا خیال ہے اس وقت نہا کے سگرٹ پی رہی ہوگی —— جانتے ہو کہاں۔

گلاب : جانتا ہوں۔

ڈمرو : میں بھی سب کچھ جانتا ہوں۔

گلاب : کیا؟

ڈمرو : کچھ نہیں ـــــ جاؤ۔

گلاب چلتا ہے۔

خانہ بدوشوں کا ڈیرہ (جھرنا ــــــ رات کا وقت)

کٹاری پتھروں پر ٹانگ پہ ٹانگ رکھے لیٹی ہے ـــــ ایک ہاتھ میں سگرٹ ہے ـــــ آہستہ آہستہ آنکھیں بند کرتی ہے ـــــ ہاتھ جس میں سگرٹ ہے، ڈھیلا ہو کر لٹک جاتا ہے۔ سگرٹ پانی کی سطح کے ساتھ چھو جاتا ہے اور ایک دم بجھ جاتا ہے ـــــ کٹاری چونکتی ہے ـــــ مسکراتی ہے اور سگرٹ پھینک کر پھر آنکھیں بند کر لیتی ہے ـــــ تھوڑے توقف کے بعد گلاب کی آواز آتی ہے۔

گلاب : کٹاری۔

کٹاری : (آنکھیں کھول کر) کون ـــــ اوہ گلاب ـــــ (اٹھ کر بیٹھ جاتی ہے)

آؤ ـــــ آؤ!

گلاب آتا ہے ـــــ کاغذ کھول کر گرگابی کا پیر نکالتا ہے۔

کٹاری : (خوش ہو کر) مل گیا تھا تمہیں۔

گلاب :- ہاں

اور یہ کہہ کر وہ زور سے گرگابی کا پیر پانی پر دے مارتا ہے ـــــ کٹاری گلاب کی اس حرکت پر سخت متحیر ہوتی ہے ـــــ گلاب واپس چلنے کے لیے مڑتا ہے۔

کٹاری :- گلاب۔

گلاب :- نام نہ لاؤ میرا اپنی زبان پر۔

کٹاری :- کیا ہوا تمہیں ؟ ـــــ منہ کیوں سوجا ہوا ہے تمہارا ؟

گلاب :- تم نے چانٹا جو مارا ہے۔

کٹاری :- چانٹا ؟ ـــــ میں نے ؟

گلاب : ہاں ! تم نے (ایک دم مڑ کر) کیوں گئی تھیں تم چھوٹی سرکار کے پاس ؟

کٹاری : اوہ (ہنستی ہے اور لہنگے کی جیب سے سو روپے کا نوٹ نکالتی ہے)
یہ لینے ـــــ تمہارے واپس جو دینے تھے۔

گلاب : مجھے نہیں چاہیئے۔

کٹاری : ے لو گلاب ـــــ اب تو ہماری تمہاری دوستی ہے ـــــ پہلے اور بات تھی ـــــ لو۔

گلاب : (نوٹ لیکر پرزے پرزے کر دیتا ہے) یہ لو۔

کٹاری : (سخت متحیر ہو کر) کیا ہوا ہے تمہیں۔

گلاب : میرے بس میں ہوتا تو تمہارے ان کپڑوں کو بھی چندی چندی کر دیتا۔ جو تم اس

بدمعاش سے لائی ہو ــــــ تمہیں شرم نہیں آتی۔

کٹاری : کس بات کی ؟

گلاب : بھولی مت بنو کٹاری ــــــ مفت میں کوئی اتنی چیزیں اور روپے نہیں دیا کرتا۔
...... کیوں لیے تم نے اس سے یہ کپڑے ؟

کٹاری : مجھے ان کا شوق ہے۔

گلاب : اسے بھی کچھ شوق ہے......

کٹاری : کیا ؟

گلاب : پتا چل جائے گا تمہیں۔

کٹاری : اونہہ ــــــ ایسے میں نے کئی دیکھے ہیں ــــــ میں اس انگلی پر نچا سکتی ہوں اُسے۔

گلاب : میں تم سے صرف یہ کہنے آیا ہوں کہ اب مت جانا وہاں۔

کٹاری : کیوں نہ جاؤں ــــــ اس کے پاس دولت ہے ــــــ اور مجھے اپنے ہار سنگھار کے لیے اتنی چیزیں چاہئیں۔

گلاب : میں کہتا ہوں تم نہیں جاؤ گی۔

کٹاری : میں جاؤں گی اور ضرور جاؤں گی ــــــ اتنی دیر کے بعد کام کا آدمی ملا ہے۔

گلاب : (زہر خند کے ساتھ) اور اس کام کے آدمی کے پاس اپنا آپ چند ریشمی کپڑوں کے بدلے بیچو گی۔

کٹاری : (ایک دم گلاب کے منہ پر چانٹا مارتی ہے) بکو نہیں۔

گلاب خاموش کھڑا رہتا ہے۔

کتاری : (چلا کر، جاؤ ـــــ جاؤ ـــــ جاؤ ـــــ چلے جاؤ یہاں سے (گلاب کو دھکا دیتی ہے۔

گلاب چلا جاتا ہے تو کتاری پتھر اٹھا اٹھا کر پھینکتی ہے ..... گلاب

گلاب خاموش چلتا رہتا ہے ـــــ کتاری رونا شروع کر دیتی ہے۔

کتاری : یہ کہہ کر وہ زمین پر پتھروں اور کنکروں کو ٹھوکریں مارتی چلتی ہے۔

خانہ بدوشوں کا ڈیرہ (ڈمرو کا خیمہ)، رات کا وقت۔

ڈمرو چٹائی پر سو رہا ہے ـــــ زور سے ایک پتھر لڑھکتا ہوا اندر آتا ہے اور ڈمرو کے لگتا ہے۔ ڈمرو گھبرا کر اٹھتا ہے اور پتھر دیکھتا ہے۔

کتاری کی آواز آتی ہے۔

کتاری : میں جاؤں گی اور ضرور جاؤں گی۔

سخت غصّے اور چڑچڑے پن کے عالم میں کتاری اندر داخل ہوتی ہے اور دو تین چیزیں اٹھا کر زمین پر دے مارتی ہے۔

کتاری : مجھے اپنے ہار سنگھار کے لئے اتنی چیزیں چاہئیں ـــــ اس کنگلے کے پاس کیا ہے ...... (دو ایک چیزیں اور اٹھا کر دے مارتی ہے)

ڈمرو : کتاری۔

کٹاری : محبت کرتا ہے مجھ سے ..... محبت نہ ہوئی پنجرہ ہوگیا ..... تم نہیں جاؤگی ..... واہ ــــــ میں جاؤں گی اور ضرور جاؤں گی۔

ڈمرو : کٹاری۔

کٹاری : بک نہیں ...... مجھے ریشمی کپڑے چاہئیں .... مجھے بہت سے ریشمی کپڑے چاہئیں ...... مجھے ڈھیروں ریشمی کپڑے چاہئیں ..... میں جاؤں گی اور ضرور جاؤں گی ...... اس کو چڑانے کے لئے جاؤں گی ..... لیکن ..... لیکن میں نے اُسے کیوں مارا (رونا شروع کر دیتی ہے) میں نے اُسے کیوں مارا ــــــ (ایک دم موڈ بدل کر) مارا ہے ٹھیک مارا ہے ..... اس نے کیوں کہا کہ میں بیچ دوں گی اپنے کو .... میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا ..... روتی روتی باہر نکل جاتی ہے۔

ڈمرو : (بڑے فلسفیانہ انداز میں) کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تو اس کا یہ مطلب ہے ــــــ عشق ہوگیا ہے لونڈیا کو ...... اور عشق کاروبار کے لئے کوئی مفید چیز نہیں .....

ڈمرو چٹائی پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے۔

ڈمرو : لیکن اس کا علاج کر دیا جائے گا۔

فیڈ آؤٹ

بڑی سرکار کی حویلی (باغ ——— فوارہ)

گلاب فوارے کی منڈیر پر بیٹھا ہے ——— فوارہ چل رہا ہے۔ گلاب پانی کی بوندوں کے ساتھ کھیل رہا ہے ——— تھوڑے وقفے کے بعد ایک گلاب کا پھول گلاب کے چہرے کے ساتھ ٹکرا کر پانی میں گر جاتا ہے ——— گلاب کا ردِ عمل ——— اِدھر اُدھر دیکھتا ہے ——— کوئی نظر نہیں آتا ——— اٹھتا ہے کہ ایک گلاب کا پھول اور اس کے سر پر لگتا ہے ——— آواز آتی ہے۔

چمیلی : گلاب!

گلاب : کون ہے؟

گلاب اِدھر اُدھر دیکھتا ہے۔ دس پندرہ قدم چل کر جھاڑی کے پاس پہنچتا ہے۔ آواز آتی ہے۔

چمیلی : گلاب۔

چمیلی جھاڑی کے عقب سے نکلتی ہے اور ہنستی ہے۔

گلاب : اوہ! ——— چمیلی!

چمیلی گلاب کے پھول کی پتیاں نوچتی ہوئی گلاب کے پاس آتی ہے۔

چمیلی : تم ہم سے بات ہی نہیں کرتے!

گلاب : (بے اعتنائی سے) میرے منہ میں وہ زبان نہیں جو چھوٹی سرکار کے منہ میں ہے۔ چمیلی بُرا سا منہ بناتی ہے ـــــ گلاب ایک طرف ہٹ جاتا ہے۔ ـــــ چمیلی اس کی طرف بڑھتی ہے۔

چمیلی یہ کٹاری کون ہے؟

گلاب : مجھے معلوم نہیں۔

چمیلی : چھوٹی سرکار کو تو بہت پسند ہے ـــــ کل اتنی چیزیں لا کے دیں اُسے۔

گلاب : دی ہوں گی ـــــ

چمیلی : تم نے آج تک مجھے کچھ نہیں دیا۔

گلاب : غریب آدمیوں کے پاس دینے کے لئے چیزیں نہیں ہوتیں ـــــ ایک دل ہوتا ہے۔

چمیلی : (ایک دم) اور وہ ....؟

گلاب : میں دے چکا ہوں!

چمیلی : کسے؟

گلاب : جوے گیا!

چمیلی : بتاؤ نا، کون ہے وہ؟

باتیں کرتے کرتے دونوں گیٹ کے پاس پہنچ جاتے ہیں ـــــ ایک دم

کٹاری داخل ہوتی ہے ـــــــ اس وقت چمیلی اپنا مکالمہ ادا کرتے ہوئے
پھول کی پتیاں گلاب کے منہ پر پھینکتی ہوتی ہے ـــــــ گلاب،
چمیلی اور کٹاری کا ردِ عمل ـــــ کٹاری ایک لمحے کے لئے رکتی ہے،
بہت ہی بے رُخی سے گلاب کی طرف دیکھتی ہے۔

کٹاری : چھوٹی سرکار ہیں اندر؟

گلاب جواب نہیں دیتا، کٹاری چلتی ہے ـــــ گلاب دیکھتا رہ جاتا ہے۔

چمیلی (غصے میں، کٹاری سے) اے ـــــ کدھر جاتی ہے تو؟

کٹاری کو روکنے کے لئے بڑھتی ہے۔ گلاب اُسے پکڑ لیتا ہے۔

گلاب : جانے دے جدھر جاتی ہے۔

کٹاری مسکراتی ہوئی چلی جاتی ہے

(بڑی سرکار کی حویلی (چھوٹی سرکار کا کمرہ)

دہلیز میں کالو کھڑا ہے ـــــــ چھوٹی سرکار اس سے مخاطب ہوتا ہے۔

چھوٹی سرکار: "سمجھ گئے نا سب کچھ"

کالو : جی ہاں سرکار۔

کٹاری کے آنے کی آواز آتی ہے ـــــ چھوٹی سرکار کالو کو آنکھ مارتا
ہے ـــــ کٹاری نمودار ہوتی ہے۔ مسکراتی ہوئی۔

کٹاری : آنکھ تو تم خوب مارتے ہو۔

آنکھ مار کر مسکراتی ہے۔

چھوٹی سرکار: آؤ ——— اندر آؤ۔

کٹاری تھرکتی ہوئی اندر داخل ہوتی ہے ——— چھوٹی سرکار دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھاتا ہے۔ کٹاری کا خفیف سا ردِ عمل۔

کٹاری : (شرارت کے ساتھ) کوئی آ نہ جائے ——— کیوں؟

چھوٹی سرکار مسکرا کر اثبات میں سر ہلاتا ہے۔

باہر سے چٹخنی لگانے کی آواز آتی ہے ——— کٹاری تیر کی طرح دروازے کی جانب بڑھتی ہے ——— اندر کی چٹخنی چشم زدن میں کھولتی ہے لیکن دروازہ باہر سے بند ہو چکا ہے ——— بلّی کی طرح تیز تیز نگاہوں سے چھوٹی سرکار کو گھورتی ہے اور پھر لپک کر دوسرے دروازے کی طرف بڑھتی ہے ——— جوں ہی اس کے پاس پہنچتی ہے، باہر سے کنڈی چڑھانے کی آواز آتی ہے ——— تیسرے دروازے کی طرف لپکتی ہے مگر وہ بھی باہر سے بند ہو جاتا ہے ——— کٹاری اپنے اعضا ڈھیلے چھوڑ کر تھرکتی ہوئی چھوٹی سرکار کے پاس جاتی ہے اور ایک ادا کے ساتھ کہتی ہے۔

کٹاری : یہ بات ہے؟

چھوٹی سرکار مسکراتا ہے ــــــ کٹاری پینترہ بدل کر کھڑکی طرف لپکنا چاہتی ہے مگر چھوٹی سرکار دوڑ کر اس کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔

چھوٹی سرکار: آج میں کوئی پیش نہیں چلنے دوں گا۔

کٹاری : (بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اپنی کٹاری نکال کر) یہ پیش قبض بھی نہیں؟

چھوٹی سرکار: کٹاری!

کٹاری اپنی پیش قبض کو زور سے پھینکتی ہے ــــــ چھوٹی سرکار کھڑکی کے آگے سے ہٹ جاتا ہے ــــــ پیش قبض باہر نکل جاتی ہے۔

بڑی سرکار کی حویلی (باغ)

گلاب خاموش کھڑا ہے ــــــ پیش قبض اس کے پاس گرتی ہے ــــــ گلاب اسے اٹھاتا ہے ــــــ کٹاری کی آواز آتی ہے۔

"گلاب ــــــ گلاب"

بڑی سرکار کی حویلی (چھوٹی سرکار کا کمرہ)

چھوٹی سرکار کا ہاتھ کٹاری کے منہ پر ہے ــــــ کٹاری گرفت سے نکلنا چاہتی ہے ــــــ دونوں ایک دوسرے سے گتھ جاتے ہیں چھوٹی سرکار اُس کے ہاتھ اس کی پیٹھ پیچھے باندھ دیتا ہے اور منہ

میں رُومال ٹھونس دیتا ہے ——— کٹاری پلنگ پر پڑی صرف ٹانگیں چلاتی ہے ——— چھوٹی سرکار اس کی بے بسی پہ خوش ہوتا ہے۔

چھوٹی سرکار: (ہانپتے ہوئے) اب کہاں جائے گی تو؟

دراز دستی کرنے لگتا ہے ——— کٹاری ٹانگیں چلاتی ہے ——— اس کے منہ سے رومال نکل جاتا ہے۔

کٹاری : گلاب!

چھوٹی سرکار اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ دیتا ہے ——— ایک دم دروازہ بہت ہی زور سے کھلتا ہے ——— گلاب تیزی سے داخل ہوتا ہے اور پلنگ سے کچھ دُور رک جاتا ہے۔

چھوٹی سرکار: (حیرت سے) تم؟

گلاب : ہاں چھوٹی سرکار۔

چھوٹی سرکار: چلے جاؤ یہاں سے۔

گلاب : (کٹاری سے) کٹاری، چلی جاؤ یہاں سے۔

چھوٹی سرکار: (غصے میں) میں تم سے کہہ رہا ہوں۔

گلاب : (کٹاری سے) میں تم سے کہہ رہا ہوں کٹاری۔

یہ کہہ کر گلاب کٹاری کو اٹھاتا ہے ——— چھوٹی سرکار آگ بگولا ہو جاتا ہے اور بڑھ کر گلاب کے چانٹا مارتا ہے۔

چھوٹی سرکار: بدتمیز ـــــــ چل دور ہو یہاں سے ۔

یہ کہہ کر چھوٹی سرکار کٹاری کو پکڑنا چاہتا ہے مگر گلاب چھوٹی سرکار کی ٹھوڑی کے نیچے اس زور سے گھونسہ جماتا ہے کہ وہ لڑکھڑاتا ہوا پلنگ پر جاگرتا ہے ـــــــ گلاب کٹاری کو گھسیٹتا ہوا کمرے سے باہر لے جاتا ہے ـــــــ

پلنگ پر چھوٹی سرکار اپنی ٹھوڑی سہلاتا ہوا اٹھتا ہے اور کھڑکی کی طرف بڑھتا ہے۔

بڑی سرکار کی حویلی (گیٹ)

کٹاری اور گلاب کھڑے ہیں۔

گلاب : جاؤ کٹاری۔

کٹاری : سُنو تو۔

گلاب : میں کچھ سننا نہیں چاہتا۔ چلی جاؤ یہاں سے ۔

کٹاری کو دھکیلتا ہے۔

کٹاری : (ناراضگی کے ساتھ) ہائے ـــــــ دھکے تو نہ مارو۔

گلاب : تم اسی قابل ہو۔

کٹاری : ہونہہ ـــــــ مجھے بچا لیا گیا ہے۔ سر پہ ہی چڑھ بیٹھے ہو۔

گلاب گیٹ بند کر دیتا ہے۔

کٹاری : (چند قدم چلتی ہے اور پلٹتی ہے) گلاب!

گلاب : کیا ہے؟

میں کیسی بھی ہوں، پر تمہارے دل میں یہ خیال نہ رہے کہ میں کسی کا احسان نہیں مانتی ـــــ تم نے مجھے بچایا ہے ـــــ شکریہ!

یہ کہہ کر کٹاری تھرکتی ہوئی چلی جاتی ہے ـــــ گلاب پلٹتا ہے ـــــ چند قدم چلتا ہے ـــــ چھوٹی سرکار کی آواز آتی ہے۔

چھوٹی سرکار: گلاب!

گلاب : (پہلے سر اٹھاتا ہے پھر جھکا لیتا ہے) آیا حضور!

بڑی سرکار کی حویلی (بڑا کمرہ)

ہم ڈزالو کرتے ہیں ـــــ گلاب سر جھکائے کھڑا ہے۔

گلاب : جی حضور!

بڑی سرکار کی گرج دار آواز آتی ہے۔

بڑی سرکار: تم اگر ہمارے وفادار منشی کے لڑکے نہ ہوتے تو اس گستاخی کی سزا جو تم نے چھوٹی سرکار کے ساتھ کی ہے یہ ہوتی کہ ہم کھڑے کھڑے تمہاری کھال ادھیڑ دیتے۔ کیمرہ اب بڑی سرکار اور منشی پر بھی ہے ـــــ منشی ہاتھ باندھے کھڑا ہے اور بڑی سرکار تخت پر بیٹھے ہیں۔

بڑی سرکار: (گاؤتکیے کے ساتھ ٹیک لگاکر) بہت زیادہ نرمی برت کر ہم تمہیں یہ سزا
دیتے ہیں کہ فوراً یہاں سے نکل جاؤ۔۔۔

منشی کا ردِ عمل۔

بڑی سرکار: اور کبھی ادھر کا رُخ نہ کرو —— منشی صاحب کیا ہم مہربان نہیں۔

منشی : (ہاتھ جوڑ کر) سرکار آپ مہربان نہ ہوتے تو یہ غلام اس نالائق کو پال پوس
کر اتنا بڑا کیسے کر سکتا تھا۔۔۔۔ مجھے افسوس ہے کہ اس سے ایسی حرکت
سرزد ہوئی۔

بڑی سرکار: ہم نے جو سزا اس کے لئے منظور کی ہے آپ کو منظور ہے؟

منشی : سرکار میری کیا مجال ہے کہ۔۔۔۔

گلاب : لیکن حضور جو واقعات ہیں، کیا آپ کو ان کا علم ہے؟

بڑی سرکار: (ایک دم گاؤ تکیے کی ٹیک سے الگ ہو کر) لڑکے۔۔۔۔۔ نوکر کی زبان
اس کی گدّی ہی میں رہنی چاہیے —— اس کا تمہیں علم ہے؟

منشی : گلاب! تم بہت گستاخ ہو گئے ہو —— معافی مانگو بڑی سرکار سے۔

گلاب، باپ کی طرف دیکھتا ہے پھر ایک نظر بڑی سرکار کی طرف اور
خاموش چلا جاتا ہے۔

بڑی سرکار کی حویلی (بڑا کمرہ —— بیرونی حصّہ)

گلاب باہر نکلتا ہے ـــــ چھوٹی سرکار ایک طرف کھڑا ہے ـــــ وہ مسکراتا ہے ـــــ گلاب اس مسکراہٹ کا جواب دیئے بغیر چلا جاتا ہے۔

فیڈ آؤٹ

بڑی سرکار کی حویلی (باغ)

مالی کیاریاں درست کرنے میں مصروف ہے ـــــ چمیلی بھی اس کا ہاتھ بٹا رہی ہے۔

چمیلی : (تھک کر) مجھ سے یہ کام نہیں ہوتا۔

مالی : (معنی خیز لہجے میں) نہیں ہوتا تو نہ کیا کر ـــــ تجھے کون مجبور کرتا ہے۔

چمیلی : ٹھیک ہے، پر اکیلے میں کیا کیا کروں۔

مالی : جو بھی تجھے سوجھے!

اتنے میں منشی نمودار ہوتا ہے۔

مالی : آیئے منشی صاحب، آیئے۔

منشی آتا ہے۔ افسردہ ہے۔

مالی : کہیئے گلاب کا کچھ پتہ لگایا؟

منشی : نہیں۔

مالی : آپ کی اولاد ہے —— دل پر اس طرح پتھر نہیں رکھ لینا چاہیے۔

منشی : کیا کروں —— بھائی مجبور ہوں —— (پاس بیٹھ جاتا ہے) مجھ میں اتنی ہمت نہیں۔

مالی : اچھے باپ ہیں آپ منشی صاحب،

منشی : میرے زخموں پر نمک نہ چھڑکالی۔ . . . جب سے وہ گیا ہے میرے دل کی بہت بری حالت ہے —— تم سمجھتے ہو کہ مجھے اس کا درد نہیں —— تم سمجھتے ہو کہ میں اُسے قصوروار سمجھتا ہوں —— نہیں، نہیں، نہیں۔

مالی : میں پتا لوں گلاب کا ؟

منشی : (آہستہ) نہیں!

چھوٹی سرکار کی آواز آتی ہے۔

چھوٹی سرکار: مالی۔

مالی : (ایک دم کھڑے ہو کر) حضور!

چھوٹی سرکار: ہمارے کمرے کے گلدانوں میں کل کے ہی باسی پھول پڑے جھک مار رہے ہیں —— وجہ ؟

مالی : (چمیلی کی طرف دیکھ کر) حضور، یہ چمیلی کا قصور ہے۔

چھوٹی سرکار : تو بھیجو اسے جلدی کہ نئے پھول سجائے۔

چھوٹی سرکار چمیلی کی طرف کنکھیوں سے دیکھتا ہوا چلا جاتا ہے

مالی معنی خیز نظروں سے چمیلی کی طرف دیکھتا ہے۔

مالی : جاؤ چمیلی —— تازہ پھول فوارے کے پاس پڑے ہیں۔

چمیلی آہستہ آہستہ چلی جاتی ہے —— مالی پھر اپنے کام میں مشغول ہو جاتا ہے۔

مالی : (بڑبڑاتے ہوئے) آپ نے کیوں گلاب کو جانے دیا —— کیا آپ کو ساری بات معلوم نہیں تھی۔

منشی : تم نے چمیلی کو کیوں جانے دیا۔

مالی چونکتا ہے۔

منشی : کیا تمہیں ساری بات معلوم نہیں ہے؟

مالی : (ایک دم اٹھ کر) کیا؟

منشی : مجھ سے کیا پوچھتے ہو، اپنے دل سے پوچھو۔

مالی : بتائیے، بتائیے منشی صاحب —— آپ کو کیا معلوم ہے۔

منشی : میں کہہ چکا ہوں اپنے دل سے پوچھو۔

مالی : اپنے دل سے . . . (آہستہ) میرا دل ہے کہاں۔

منشی : تم مجھ سے کہہ رہے تھے، اچھے باپ ہیں آپ منشی صاحب ـــــ میں کہتا ہوں ـــــ کیا تم باپ نہیں ـــــ تم نے کہا تھا گلاب آپ کی اولاد ہے، دل پر اس طرح پتھر نہیں رکھ لینا چاہیئے ـــــ میں کہتا ہوں، چمیلی تمہاری اولاد ہے ـــــ تم نے کیوں اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہے۔

مالی : (ایک دم خاموش اور سنجیدہ ہو جاتا ہے)

منشی : جو کھیل تمہاری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے، انسان کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہو تو بھی دیکھ سکتا ہے ..... لیکن تم اتنے بے غیرت ہو.....

مالی : بس!

منشی . میں غلام ہوں ـــــ میرا باپ دادا غلام تھا ـــــ صدیوں کی غلامی میرے خون میں رچی ہوئی ہے ـــــ بے قصور گلاب کو یہاں سے نکالا گیا، میں اُف تک نہ کر سکا ـــــ اس کہ مجھ میں جرأت نہیں تھی، پر میں خوش ہوں کہ میرا بیٹا اس گندگی سے نکل گیا جو کچھ دنوں سے یہاں پھیل رہی ہے۔

تم تو ایک لڑکی کے باپ ہو مالی ـــــ چمیلی میری بیٹی ہوتی.....

مالی : ایسی بات منہ سے نہ نکالو۔

منشی : کیوں؟

مالی : چمیلی تمہاری بیٹی کیوں ہو۔

منشی : (حیرت سے) کیا مطلب؟

مالی : ادھر آؤ۔

منشی حیرت زدہ اس کے ساتھ چلتا ہے ——— کوارٹر تک دونوں خاموش چلتے رہے ہیں۔

مالی : آجاؤ اندر۔

منشی کوارٹر میں داخل ہو جاتا ہے۔

بڑی سرکار کی حویلی (مالی کا کوارٹر)

منشی اور مالی دونوں اندر آتے ہیں۔

مالی : (کھاٹ کی طرف اشارہ کر کے، منشی سے) بیٹھ جاؤ!

منشی خاموش کھاٹ پر بیٹھ جاتا ہے ——— مالی کچھ دیر اِدھر اُدھر ٹہلتا ہے، پھر ایک دم رُک کر منشی سے کہتا ہے۔

مالی : چمیلی میری لڑکی نہیں ہے منشی صاحب۔

منشی اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

منشی : چمیلی تمہاری لڑکی نہیں ہے؟

مالی : نہیں۔

اور بے تحاشا ہنسنا شروع کر دیتا ہے ـــــ پھر ایک کونے میں رکھے ہوئے پلنگ کی طرف دیکھتا ہے اور ایک دم خاموش ہو جاتا ہے۔

مالی : وہ ..... یہاں لیٹی ہوئی تھی .....

منشی : کون ؟

مالی : میری بیوی (اس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں) آخری سانس تھے ..... بچی کی پیدائش کی جتنی خوشی ہوئی تھی، سب دکھ بن گئی تھی ..... اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے ..... ایکا ایکی بچی دودھ کے لئے بلکنے لگی۔ میں نے کہا دو آخری گھونٹ تو میری بیٹی کو دیتی جاؤ ..... یہ سُن کر اُس نے مندی مندی آنکھوں سے اپنی بچی کی طرف دیکھا۔ پھر میری طرف آنکھیں اٹھائیں اور یہ خوفناک بات کہی "یہ تمہاری بیٹی نہیں ہے مالی" ـــــ یہ سارا کوارٹر میری آنکھوں تلے گھوم گیا ـــــ "کس کی ہے ؟" میں نے پوچھا ..... اس نے جواب دیا "بڑی سرکار کی ـــــ گلا گھونٹ دو اس کا ـــــ یہ سُن کر مجھے کوئی ہوش نہ رہا ـــــ مجھے معلوم نہیں۔ اس گناہگار کی کب جان نکلی .....

یہ کہکر مالی خاموش ہو جاتا ہے ـــــ منشی حیرت زدہ، گم سُم کھاٹ پر

بیٹھ جاتا ہے، تھوڑے توقف کے بعد وہ گردن اٹھا کر مالی سے مخاطب ہوتا ہے۔

منشی : تم نے گلا کیوں نہ گھونٹا اس شیطان کی بچی کا۔

مالی : میں گلا گھونٹنے والا تھا ـــــ لیکن میرے مَن کے اندر ایک شیطان پیدا ہوُا .... اس نے مجھ سے کہا نہیں مالی ـــــ اِسے زندہ رہنے دو ...... اس کو پال پوس کر بڑا کر دو ـــــ بڑی سرکار کا ایک لڑکا ہے ـــــ جوان ہو کر وہ بھی باپ کی طرح کھُل کھیلے گا ...... کیا پتا ہے کہ یہ حرام کی بچی اور وہ .....

منشی : (ایک دم چیخ اٹھتا ہے) بس، بس ـــــ بس۔

مالی : ابھی بس کہاں ...... میں اپنے دل کے پھوڑے کو چودہ برس تک پکاتا رہا ہوں ـــــ اب تو اُس کے پھوٹنے کا وقت اور بہہ جانے کا وقت ہے ..

ہماری مطبوعات

کارِ جہاں دراز ہے (حصہ اوّل)	قرۃ العین حیدر	پاگل	خلیل جبران
، ، (حصہ دوم)	، ،	محبت اور جدائی	، ،
آگ کا دریا	، ،	ایک گدھے کی سرگذشت	کرشن چندر
فصلِ گل آئی یا اجل آئی	، ،	پھول کی تنہائی	، ،
پطرس کے مضامین	پطرس بخاری	الٹا درخت	، ،
پطرس کے خطوط	، ،	محبت کی رات	، ،
زیرِ لب	صفیہ اختر	مضامین کرشن چندر	، ،
حرفِ آشنا	، ،	لذیذ پکوان	شائستہ کوثر
گنجے فرشتے	منٹو	نقوشِ زنداں	سجاد ظہیر
انارکلی	، ،	کلیاتِ جگر	جگر مراد آبادی
ٹھنڈا گوشت	، ،	آتشِ گل	، ،
کرنیں	شفیق الرحمٰن	کلیاتِ شکیل	شکیل بدایونی
دو ہاتھ	عصمت چغتائی	کلیاتِ ساحر	ساحر لدھیانوی
رات چور اور چاند	بلونت سنگھ	تلخیاں	[illegible]
تعمیرِ حیات	ڈیل کارنیگی	گلِ نغمہ	[illegible]
زرد پتے	خلیل جبران		

مکتبۂ اردو ادب لاہور